



- (۱) اگست ۱۹۰۵ء تک خاص عایت - صفحہ ۱۱
متفرق مضامین
(۲) اسلامی دنیا - مسلمانانِ جاوہ کے حالات - ص ۳۷
(۳) تفسیر القرآن من مسج الزمان - ص ۳۳
(۴) مسیح موعود - غایۃ المقصود - ص ۵۵
(۵) وصیت نوردین - ص ۷
(۶) جاپانی چٹھی - ص ۸۸
(۷) عیسائی بننے والی مشین - ص ۱۱
تحقیقات الشیعہ
(۸) مضمون مرسلت - ص ۱۱
(۹) متفرق مضامین - ص ۱۲
(۱۰) اشتہارات - ص ۱۳

چہ گویم باتو گر آئی چہ اور قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی مراد احمد

پیشگی قیمت سالانہ

۱۔ اعمام سے مشہور (۲) خواص و معاونین سے غائب (۳) ہندوستان سے باہر تھے (۴) غیر مذاہب
والین سے بچتے۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عیسائی

نمبر ۲۶ قادیان از آلمان مورخه ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء جمادی الاول ۱۳۲۵ھ ج ۹

۱۹۰۵ استیماک خاصیت رعنا

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کیلئے جگہ
نکالنے کیواسلئے ۱۴۰۰ اگست ۱۹۵۹ء تک مندرجہ ذیل
کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۱۴۰۱ اگست
۱۹۵۹ء کے بعد یہ رعایت جاری نہیں ہے کی۔ اس اثنا
میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل ختم کرنے
میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں
کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہیں۔

۹۰۰۰ کافایث الحکم ص مرچاوس خوشنویسی

1904

ازاله او تمام بر دو جلد عم

آسمانی فیصلہ

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور دعا کرنے

روشنید و خط نسخ

حضرت قدس کی پرانی تحریریں امر مرید پیدش خوا

مستبحن و آریه دهم

تفسیر سورہ بقرہ علی عرف مودر خواستونی تفسیر

وحدت و خود پر خطا و تقریر نماز

بیرمان الحق

انصَح
۱ سلام دارید حصه اول ۳۰ حرف سود در خواستونی تمیل ہوگی
اصلاح النظر ۲۰ حرف بیس در خواستونی تمیل ہوگی
الانذار ۲۰ حرف ۸ در خواستونی تمیل ہوگی -
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ حرف پچاس در خواستونی تمیل ہوگی -
اربعین مر جہار نمبر ۳۰

درخواستوں کی تسلیس بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام
درخواستیں دفتر المحکم کے نام آنی چاہئیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۲۔ موسم سخت ہے۔ گرمی اور حبس کا کچھ نہ پوچھو۔ اہل بیت سے
کی صفائی کا حال بدتر ہے۔ میں اپنے مکرم باپوں کی خدمت میں

صاحب انچارج تحصیل دہلی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ
قادیان آئین اور قصبہ کی حالت کا معائنہ کریں کہ
کیسی ہے؟ سخت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس

دبائی موسم میں صفائی کی طرف خاص توجہ ہو۔ اور
خوردنی اور نوشیدنی اشیاء کما بھی کما بھی ضرور معائنہ
کیا جادے۔

1. The first part of the document is a title page. It contains the title of the document, the author's name, and the date of the document. The title is "The first part of the document is a title page. It contains the title of the document, the author's name, and the date of the document." The author's name is "The author's name is the name of the person who wrote the document." The date of the document is "The date of the document is the date when the document was written." The title page is the first page of the document and it contains the title, author's name, and date of the document.

تعلیم اسلام سکول

سکول کے ریزرو فنڈ کیلئے بنے جو تحریک کی تھی۔ اسکے لئے سب سے اول سٹی الی بخش صاحب اور بابو منظور الہی صاحب نے بہت ہنڈہ سے منظور کیا ہے کہ ایک ایک روپیہ فی خریدار کے حساب سے بے شک ۱۰۔ اگست کا حکم نامہ کی گریا جاوے۔ اگر دوسرے خریداروں نے کوئی جواب نہ دیا تو سمجھا جاوے گا۔ کہ وہ اس تجویز کو پس فرماتے ہیں۔ سکول کی مالی حالت قوم کی توجہ کے قابل ہے۔ بہت جلد سرمایہ کی فکر کرنی چاہئے۔ ورنہ اس مہینہ کی تنخواہیں دینے کے لئے ہی منتظران سکول کو سخت فکر ہو رہی ہے۔

کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ

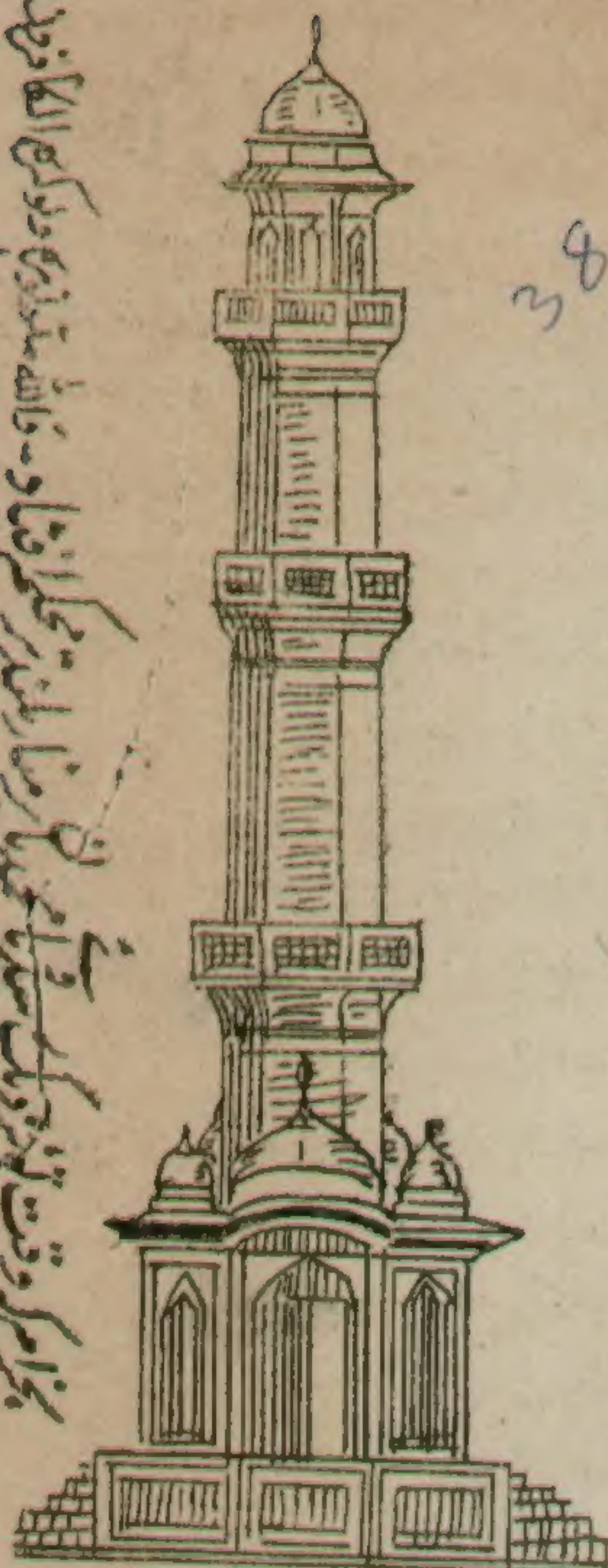
ایک آنہ فی کس کالج خد کے لئے جو مانگا گیا ہے۔ اگر
اجاب نہ دے وہ چندہ ہیجدا ہے اور بعض ہیج رہے
ہیں ہر ایک احمدی کافر ہے کہ اس تحریک کے لئے
سعی کرے اور خاموش نہ ہو جاوے۔ رسید الگ
مفتہ درج ہوگی۔

شکریہ

میں نے جب سواالحکم میں شادی کے شہنشات دینے شروع
 کئے ہیں اکثر و خواتین انداج کے لئے آتی رہتی ہیں۔
 بسکو میں ایک مبارک تحریک سمجھتا ہوں۔ اس سلسلہ میں
 میں میان احمد داتا احمدی بھی کی قابل قدر اخلاقی
 جرات کی تعریف کرتا ہوں کہ جہاں شیخ غلام احمد صاحب کی
 غربت اور سستی کو ملحوظ رکھ کر بعض لوگوں کو انہیں لڑکی
 دینے میں تامل اور مضائقہ ہوتا تھا میان احمد داتا صاحب
 نے نہایت اخلاص اور ہمدردی کیساتھ کسی قسم کی شرط
 کے بغیر اپنی دفتر تنگ آخر کو انکے نکاح میں دینا پسند
 فرمایا لیکن چونکہ انکی صاحبزادی کی عمر بہت چھوٹی ہے
 اسلئے شکر گزاری کے ساتھ انکار کرنا پڑا اور ناسیے خالص
 اور محسن کی فرزندگی میں داخل ہونا شیخ غلام احمد صاحب
 بھی ازلیس پسند فرماتے تھے اللہ نوائے انہیں جزائے خیر دے
 اور قوم کو ایسی مبارک تحریک کی تقلید کی توفیق دے۔
 کہ وہ ہر ایک احمدی کو احمدیت کی وجہ سے اپنی جیسی عزت اور وقار

درخواست دعا

میرے واسطے ناظرینِ احکم و عاقلین گئے۔ راقم ملکِ سلام



بخرام که وقت تو زوید یک سیه پیا علی رضا پند تر محکم فناء - والله سبحانه و تعالی و لو کثر الکافه

عیسائی بنادالی مشین

میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں طبع اور تبدیل ہونے کے عنوان سے ایک مختصر سائنٹفک کھبات تھا۔ جس پر بنوں کے اخبار تحفہ سرور کو غصہ و حسرت کے ساتھ جوش آیا ہے اور اس نے ۲۰ جولائی کی اشاعت میں اس پر ایک لیڈر لکھ دیا ہے۔

اس لیڈر میں اس بات سے انکار کیا گیا ہے کہ لوگ جو عیسائی ہوتے ہیں وہ طبعاً زکریہ سے نہیں ہوتے ہیں۔ ممکن ہے ایڈیٹر صاحب تحفہ سرور کا خیال صحیح ہو اور جن دینی اور ولایتی مشنریوں نے سالہا سال کے بعد عیسائیت کی ناکامی پر مضامین لکھے ہیں اور دینی کلیسا میں شامل ہونے والوں کو ناجی ہونے کا خطاب دیا ہے انہوں نے بے وقوفی کی ہو۔ میں سطر شاگرد کو بہت سی مثالیں ایسے لوگوں کی دے سکتا ہوں مگر میرے نزدیک یہ ایک فضول بحث ہوگی۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ عیسائیت کی طرف کشش اور جذب کا باعث صرف روپیہ ہی نہیں بلکہ دوسری بہت سی باتیں ہیں جن کا بھول جانا ان کے ذکر کرنے سے بہتر ہوگا۔

۱۸۹۵ء کے ستمبر میں ڈاکٹر پنل صاحب نے لودھانہ کے ایک مسیحی اخبار نور افشان میں ایک مضمون مشنری اور دینی کلیسیا کے عنوان سے چھپوایا تھا۔ اگر سطر شاگرد مضمون کو پڑھ لیتے تو شاید وہ اس لیڈر کے لکھنے کی جرات نہ کرتے۔ میں انکی واقفیت کے لئے اس مضمون کا کچھ اقتباس ذیل میں درج کرتا ہوں شاگرد صاحب ڈاکٹر پنل سے پوچھ لیں کہ کیوں صاحب وہ کون لوگ ہیں جن پر آپ یہ الزام لگاتے ہیں؟ گھر میں ہی مسئلہ ہو چکا تھا۔ اسکے بعد ہی اگر شاگرد صاحب کو کوئی شبہ دینی کلیسیا کے متعلق رہا تو میں انشاء اللہ انکے فاضل مسیحی بزرگوں کی تحریروں ہی سے انکی تسلی کرنے کی سعی کروں گا۔ لیکن کیا اس سے سطر شاگردان لین گے کہ عیسائی طبع زری وجہ سے ہی ہوتے ہیں؟ الحکم یا سلسلہ عالیہ کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے انہیں کوئی امر ایسا نہیں جس کا میں جواب دون۔ سر دست ڈاکٹر پنل کی چٹھی کا انتخاب ان کے لئے بہترین سبق ہوگا۔ وہ صراحت سے

کہہ سکتے ہیں کہ ایڈاکٹر صاحب جوٹے ہیں یا شاگرد صاحب خود!۔

آج کل فتنہ کی کمی اور نکتہ چینیاں اور دیگر واقعات ایسے پیش آئے کہ اصل کرنے کی اوجہاں کثرت سے آئے لگین۔ پس چند خیالات جو میں نے پانچ سال کے تجربہ اور لوگوں کے طریق معاشرت سے معلوم ہوئے ہیں ظاہر کرنا ہے تو یہ ہوگا۔ گوہر سے کچھ اور فائدہ نہ ہو مگر تانا تو ضرور ہے کہ مشنری صاحبان جواب دینے کا موقع پائیں گے پنجاب کی ہندوستانی کلیسیا کا اصل حال معلوم کرنا میرے لئے گویا ایک میٹھی نیند سے جاگ اٹھنا تھا۔ نو مرید جن کی بات مجھے امید تھی کہ وہ اپنی پہلی محبت اور لوگوں کو بھی مسیح کی روشنی میں لانے کی کوشش کریں گے ثابت ہو کہ دل میں یہ حساب لگا رہے ہیں۔ نہ پادری صاحب اس یا اس دینی خدمت کے لئے کیا کچھ دین گے۔ یا انجیل کی منادی کرنے سے مجھے کیا کچھ دینی ترقی یا فائدے ہونگے اور بجائے اس کے کہ وہ چوٹے بچے ایک دوسرے سے پیار کر دے گے جھگڑے حسد بغض۔ چٹکی پائی جاتی ہے یہ ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس بات کا حقیقی سبب دریافت کریں کہ دینی کلیسیا میں حدود جو ریاکاری اور دنیا پرستی کہاں سے آگئی ہے پھر ہم سب حتی المقدور اپنے طریقوں کی اس قدر اصلاح کریں کہ کم سے کم ہم خود اس کا باعث نہ بنیں سب سے بڑی مشکل مالی تعلقات کی ہے۔ جو اکثر مشنری اور اودن کے مریدوں اور دیگر ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان ہے مشنری نہ فقط روحانی صلاح کار اور رہنما ہے بلکہ سادہ ہی اودن کی ماہواری تنخواہ دینے والا ہے۔ اور اسکی خوشنودی مزاج پر انکی دنیوی بہبود اور ترقی کا مدار ہوتا ہے اس طور سے میں نے دیکھا ہے کہ مشن احاطہ جس کے ساتھ میرا بہت گہرا تعلق تھا بالکل ریاکاری اور جھگڑائی اور خوشامد پرستی کا گھر بن گیا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جب کوئی نیا متلاشی آتا ہے۔ خواہ اوس کا حقیقی مقصد کیسی ہی پاک صاف کیوں نہ ہو خواہ منخواہ دنیوی فوائد اور مشن کی لوگری کی طمع ہی دلائی جاتی ہے۔ اس طور سے مسیحی تعلیم اور دنیوی مقاصد اور حرص کے لئے پردہ بن جاتا ہے۔ اور مشنری کو بلا ارادہ

مگر تو بھی سچ اور قابل الزام طور پر اس سبب کا باعث ہے۔ ایک متلاشی جو مسیحی ہو کر فی الفور مشن کا وظیفہ خوار ہو جاتا ہے اس سے غیر تو اس کی نظر میں اسکی صلیب باری کی محبت کا ثبوت بہت کم باقی رہ جاتا ہے تنخواہ دار متاد جو اس لیاقت کا آدمی ہے کہ اگر مشن اوس کو نکال دے تو ادھی تنخواہ بھی اس کو دوسری جگہ نہیں ملے گی مشن کیلئے بے عزتی کا سبب ہے۔ اور جب وہ بازار میں منادی کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ایک ست اور بے اصول آدمی کے لئے جس کے نزدیک مذہب فقط ایک روٹی کمانے کا وسیلہ ہے۔ ایک کشش کا باعث ہے لیکن ساتھ ہی اس کے ایک دیندار اور ایک نیک ہندو مسلمان کے لئے ایک اشارہ ہے کہ وہ ایسے مذہب سے جھکا کہ وہ نمونہ ہے دور دور بھاگین یہ شیطان کی بڑی حکمت ہے کہ ہم مشن کے روپیوں سے ایسے آدمیوں کی پرورش کریں۔ جو بد معاشرت اور مکاروں کو کلیسیا میں لاویں اور حق کے طالبوں کو اس سے دور رکھیں۔ جب تک مشن ایک لوگوں کو مسیحی خدمت کے لئے لگاؤں گا۔ جن کو اور جگہ بہت کم تنخواہ ملے تب تک یہ الزام اودن سے دور نہ ہوگا۔ کم سے کم مشنری سبب کے نقصان کے بارہ میں جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کے روپیہ کو بد معاشرت اور ریاکاریوں کے بڑھانے میں استعمال نہ کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں کا مسیحی مذہب میں ہونا بات پرستی تہتر ہے۔ موجودہ زمانہ میں نئی حقیقت اکثر مفصل ذیل باتیں ہیں جو ایسا آدمی کو سچ ہونے سے روکتی ہیں۔ مثلاً مشن کے وظیفہ پر پڑا رہنا ریاکاری سے نفرت۔ چالوسی کی لیاقت کا نہ ہونا۔ نیز ایک قسم کی حب الوطنی اودن کے دل پر چوٹ لگاتی ہے کیونکہ کئی مغربی مہین اور سوشل روایتیں مسیحی مذہب کے ایک جز کے طور پر پیش کی جاتی ہیں علاوہ اس کے بہت سی نفرت انگیز باتیں بھی ہیں جو اودن لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن میں مشنری لوگ کام کرتے ہیں اور اودن بالوں کو پسند کرتے ہیں مثلاً غلامی کی روح بغیر غور کرنے کے ہان میں مان ملانا۔ چالوسی جو اودن کو ہر طرح کا کام کرنے کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ اور مشنری کی ہر ایک بات ماننے کے لئے جس سے کہ وہ تنخواہ پاتے ہیں

تحقیقات الشیعہ

آمادہ کر دیتی ہے۔ مزید برآں ایک متلاشی جو اپنے لوگوں اور مذہب کو برا بھلا کہنا شروع کرتا ہے۔ وہ حقیقت میں اپنی صداقت کو پورے پورے طور پر ظاہر نہیں کرتا اور یہی طریقہ اکثر کئی گسٹ اپنی منادی میں دکھلاتے ہیں اودن کو رد و خون کو تبدیل کرنے کا اس قدر فکر نہیں ہے جتنا اودن مشنریوں کو خوش کر لیا جن سے وہ تنخواہ پاتے ہیں۔

..... ہتھیروں اور طالبان حق کی بڑی بڑی فہرستوں کی خواہش موجودہ مشنوں میں بڑی خرابی پیدا کر رہی ہے جب کہ مناد خالص منادی سے ناکامیاب ہوتے ہیں تو اودن لوگوں کو شہ دیکر مسیحی مذہب میں آتے ہیں۔

..... وہ ایک بڑی خوشی کا دن ہو گا جب کہ حامیان انگلستان اس بات کو سیکھ لیں گے۔ کہ ایک نئے ملک میں ہتھیروں کی فہرست مسیحی مذہب کی ترقی کا ایک اصلی پیمانہ نہیں ہے۔

مولوی عبدالباق صاحب کو آپ جانتے ہو گے درویش وضع انسان معلوم ہوتا ہے۔ اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تخمیناً بارہ سال تک اہل حدیث کچھ مدت کے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ہے مگر ثابت میں اسکو اطمینان قلب حاصل نہوا اس واسطے تہوڑے عرصہ سے شیعوں کو اختیار کیا ہے۔ اور اب مختلف شہروں میں شیعیت کی تائید میں دعا کرتا پھرتا ہے۔ اغلباً مئی ۱۹۵۷ء میں اسکو شہر لٹاؤ میں امام بارگاہ میر حیدر شاہ صاحب مرحوم میں چند دفعہ دعا کرنا موقع ملا۔ ایک دفعہ جب تحریک شیعوں کے دست کے دین مجلس و عظیم شریک ہوا مولوی صاحب قرآن و حدیث کو اچھوٹ لے کر اپنے من ادا کیا۔ اور ایسی سنجیدگی اور شائستگی سے دعا کیا کہ کسی شیعوں کو اس سے امید نہ ہو سکتی ہے۔ اس میں زیادہ خوبی یہ تھی کہ استقلال اودن کا قرآن مجید سے تہا جو کہ مرعوب ہو کر ہایت کر لے۔ کہ میں مولوی صاحب صوف کا وعظ اپنی لفظ میں قوم کے سامنے پیش کر دوں اور جہاں کہیں لوگ سوال پیدا ہوتا ہوا دعا ذکر ہی کر دوں مگر یہ کسی اہل دل کو قائل نہ ہو سکتا ہے اور علماء اہل تشیعہ کو نیز موقع حاصل ہے۔ بنابر ان مولوی صاحب کا وعظ پانچ حصوں میں تقسیم ہو کر پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں ہذا۔ حضرت علی علیہ السلام

مراسلت

جاء الحق وذهق الباطل ان
الباطل كان زهوقا

کان حقاً علینا نصر المؤمنین

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور جس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے اک اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پر پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اور نیل اک طوفان لاتی ہے
غرض رگتی نہیں ہرگز خدا کے کام بند دنیوی
بہلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ رَفِيعُ هَدَى سُبُلَهُ الْكَرِيمُ
بِحُجُورِ عَالِيَنَابِ فَيْضِ ظُهُورِ حَضْرَتِ مَوْلَانَا
بِالْفَضْلِ أَوْلَانَا حَضْرَتِ كَرِيمِ الْمِلَّةِ صَاحِبِ
سَلَامَةِ الدِّينِ تَعَالَى

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ رب
العالمین جو سب کا خالق اور مالک اور رازق
اور بخشہ دار ہے اور سلام و صلوة اور برکات
اور رحمتیں ہوں اوس محمد پر جس نے ہم کو ایسا
رب دلایا۔ اور اوس کے غلام پر جس نے اس
زمانہ میں اسلام کی لاج رکھ لی ہے۔ اور آپاشی
سے موسم خزان کو موسم بہار بنارہا ہے۔
اتما بعد واضح رائے عالی ہو کر ان دنوں رقم
بقریب رخصت متصل قصبہ حافظ آباد موضع
گڑھی آدرن وطن مولوی میں موجود ہے۔
ضروری امور خانگی کی وجہ سے سہ ماہ کے لئے
سیالکوٹ کی جماعت سے سہوری ہے۔ تاہم
تمام شکر ہے۔ کہ اس کے علاوہ سے بھی بندہ
خدا مناسبت رکھتے ہیں کچھ ہون کے میل
جول سے اور زیادہ تر احکم کے ذریعہ سے آگاہ
رہتا ہوں۔ مجھے اب زیادہ تر محسوس ہوا ہے
کہ احکم ہی اس سلسلہ عالیہ کا ارگن اور نہایت ہی
کا اعلیٰ رفیق ہے۔ فضل مرحوم کا نہایت ہی
ریج ہوا ہے اوسکی دعا کی تحریک اخبار کے ذریعہ
احمدی جماعت کی یاد دہانی کے لئے فرماتے
رہیں۔ میں دل سے دعا کرتا ہوں۔ کہ حق سبحانہ
تعالیٰ نے مرحوم مفتور کو دائمی زندگی نصیب ہے۔

آمین ثم آمین۔

میں آپ کو اس علاقہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔
جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے
ماورون کو ہمیشہ قوم شناخت کیا کرتی ہے
اور قوم کے آگے جو روکا دین ہوں۔ وہ کس
طرح نابود ہو جاتی ہیں۔ قصبہ حافظ آباد کے غرب
میں موضع پریم کوٹ ایک چھوٹا سا موضع ہے۔
جو قریباً دو تین میل کا فاصلہ ہے۔ وہاں پر
مولوی نبی بخش صاحب امام مسجد سلسلہ عالیہ
کے مخلص مدیر رہتے ہیں۔ اور ساکنان دیہی
ایک جماعت رکھتے ہیں۔ دیہات قرب و
جوار میں سلسلہ تبلیغ جاری رکھا ہوا ہے۔ موضع
پنڈی باوری میں رمضان گذشتہ سے
ایک مولوی صاحب ابراہیم نامی جو وطن اپنا
موضع ٹھہر جہاں سنگ جاتی ضلع راولپنڈی
ظاہر کر کے اپنے آپ کو شاگرد گولڑوی صاحب
بیان کرتے ہیں۔ میان غلام رسول امام مسجد
کے پاس فروکش ہیں۔ اور مدعی حیات عیسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام بن بیٹے ہیں۔ تبلیغ سلسلہ
عالیہ احمدیہ پاکر زمیندار کسانوں کو ورعلا تے ہیں
کہ یہ مولوی نبی بخش مرزا ہی ہے۔ اور مذہب میں
ادھون نے تبدیلی کر لی ہے۔ اور لوگوں کو گمراہ کرنا
چاہتا ہے۔ دوسری طرف مولوی نبی بخش کی
نیک اطواری سالانہ سال کی اور حسن ظنی
لوگوں سے دور نہ ہتی۔ ہر چہ بڑا بڑا جانا اور
بعض اون کے لنگوٹ پر پار بھی تھے۔ لوگوں نے
جب ان کو مدعی وفات اور مولوی ابراہیم صاحب کو
مدعی حیات پایا۔ تو گویا قوم نے ان سے فیصلہ
کرنا چاہا۔ اور موضع مالوچک میں یہ مجمع کیا گیا
اور مسئلہ متنازعہ فیہ پر گفتگو کرائی گئی۔ یہ بیان
ہوئے۔ کہ مدعی وفات نے جب قرآن کریم
اور احادیث سے دعویٰ اور دلیل کی۔ اور
مدعی حیات کو اپنی وفات کا سامنا نظر آیا۔
تو کہا۔ کہ میں مرزا یا اوس کے کسی مرید کی کتاب
سے خواہ اوس میں عربی کی آیات ہی ہوں۔ کوئی
بات سننا نہیں چاہتا۔ اور نہ اس طرح پر وفات
کا قائل ہو سکتا ہوں۔ تب مولوی نبی بخش نے
قرآن کریم سے ہی پڑھا۔ مگر وہ مولوی کب اس
خدا ترس انسان کی بات کو سنتا تھا۔ اور
جب حیات ثابت کرنے لگا۔ کوئی آیت یا
حدیث پیش نہ کی۔ اور مسئلہ متنازعہ فیہ کو دھندلا
کر دیا۔ انجام کار لوگوں سے کہا کہ اے لوگو
اس زمانہ میں یہ ہونا چاہیے تھا۔ وہ ہونا چاہیے
تھا۔ جنگی سورا اور گرجا کی ریختہ دیواریں اڑ
جانی چاہیے تھیں۔ یہ مولوی نبی بخش قرآن

کے سنون میں اختلاف ڈالتا ہے۔ اور علم
صرف نحو جو کچھ میں جانتا ہوں۔ اوسکی اسکو
کہاں خبر ہے متوفیک و مرا فیک و
فلسا تو فیتی و عبدی کے صیغہ اور
لیون کا مکمل بن۔ کیونکر آتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں
جانتا۔ کوئی کوئی مولوی آئیے جانتا ہے صرف
نحو کی معلومات سے یہ لوگ غلطی کہاتے ہیں
تب اکثر لوگوں نے کہا کیا قرآن کریم ایسی کتاب
ہے۔ جس سے صرف مولویوں کو وفات اور
حیات سچ کی طرف بخود آوے اور دیگر احکام
جو سات صد میں اس سے اطلاق ہو مگر کو صاحب
صاف مطمئن کر دو۔ تاکہ روز مرہ کا خرشتہ
دور ہو۔ تب مولوی صاحب بولے۔ کہ یہاں
میرے مقابلہ کا کوئی مولوی نہیں۔ البتہ مرزا
صاحب اہل علم تھے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب
کو یہ لوگ بلواوین۔ میں مباحثہ کروں گا۔
اس طرز کلام مولوی سے پایا جاتا ہے۔ کہ
اوس کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب
(جو تمام دنیا کو تبلیغ فرما رہے ہیں) اور مباحثہ
ہائے نسبت کی مرتبہ فیصلہ کر چکے ہیں وہ
تشریف تو لائیں گے نہیں۔ چوٹی ڈھکی بجالو لگا
افسوس ان زید اور بکر لوگوں پر یہ حضرت
امام مامور رحمان اور مرسل یزدان کو کیا سمجھتے ہیں۔
کاش کہ ان کے دل ہوتے حق کو پا لیتے۔ کاش
ہوتے۔ سن لیتے۔ لیکن اگر مولویوں کے
علم اور ان کے مباحثات پر مدار تھا تو میں
کہہ سکتا ہوں۔ کہ دنیا میں کسی راست باز
کی شناخت نہ ہوتی۔ جب کہ راست بازوں
کا فیصلہ ہمیشہ قوم پر موقوف رہا ہے۔ تو
ضرورتاً کہ ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اس دیہات
کے رہنے والوں کی سدر بار اور صاف
سینہ والی طبیعتیں نہ رہ سکیں۔ اور احمدی
جماعت سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم بھی اور
مولوی بلواتے ہیں اور احمدی جماعت
کا بھی کوئی مولوی آوے اور موضع مالوچک
میں جو ان دیہات کے دمیان ہے مسئلہ
متنازعہ فیہ فیصلہ کر لیا جائے۔ مولوی ابراہیم
چاہتے ہیں کہ میرے مقابلہ میں کوئی بڑا عالم لایا
جاوے۔ چنانچہ مولوی نبی بخش نے منظور کیا اور
فریقین نے ۱۰۔ اپریل ۱۹۷۷ء تاریخ مقرر کی۔
اور دیہات گردنواح میں اس جلسہ کی شہرت
ہوئی مولوی نبی بخش نے بمشورت احباب
احمدی مولوی محمد حیات سکنہ بڑی شاہ علیہ
کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ وزیر آباد جاوین۔
اور مولانا بالفضل اولنا حافظ غلام رسول صاحب

کو خدا کا فضل اون کے شامل حال ہو خدا میں۔
اور قوم میں حق کی طرف تھی۔ سادہ انتظار پر انتظار
تھا۔ اور خدا سے دعا مانگتی تھی۔ کہ یا مولائے اکرم
تو ص ب کا مولا اور ناصر ہے۔ اور میرے آستانہ پر
جو گرتا ہے وہ خالی نہیں رہتا۔ حق اور باطل میں
فرق کر دے۔ چنانچہ ۹۔ اپریل ۱۹۷۷ء کو حافظ
جو صاحب وزیر آباد سے ریلوی سٹیشن حافظ آباد
پر فرودکش ہوئے مولوی صاحبان مودیکر احباب
جماعت احمدیہ استقبال کے لئے موجود تھے۔
یہ خدا کے بندوں کا قافلہ تھوڑا عرصہ اس
خاکسار کے مکان پر ٹھہر کر موضع پریم کوٹ
کو چلا گیا۔ صبح دس تاریخ ہتی۔ دیہات قرب
و جوار کا اجتماع مولوچک میں شروع ہوا۔ یہ
خاکسار راقم بھی مداحی مکر می ملک شہباز خان
صاحب جو سلسلہ عالیہ کے معزز مہرین۔ پوچھا۔
اور بہت سے اصحاب اثنائاً راہ سے ساتھ
ہوئے۔ مولوچک پہنچنے سے پہلے پریم کوٹ
پونچر حافظ صاحب جو مودیکر احباب کے قطر
تھے۔ ہمراہ ہوئے۔ مولوچک پہنچتے ہی ایک
لوہ مولوی صاحبان آراستہ اور پیراستہ اپنے
آگے بڑی بڑی مجلس گننا میں۔ کتبائے کابینہ
لگائے ہوئے بیٹھے پایا گیا۔ اب میں ناظرین پر
ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس مجمع میں کون کون صاحب
شامل تھے۔ فریق مخالف میں رسول
مولوی ابراہیم صاحب اول الذکر۔ مولوی غلام
پنڈی باوری۔ مولوی احمد الدین سکنہ برتالی
ضلع گجرات۔ حافظ احمد الدین صاحب سکنہ
گوچر کے۔ مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد
وحافظ امیر علی صاحب سکنہ گڑھی آدرن۔
موجود الذکر اگرچہ نابینا تھے۔ مگر وہ اپنی اہل میں
سیف چشتیائی دبائے ہوئے تھے۔ جو اس
خاکسار نے دیکھی تھی۔ اور احمدیہ فریق سے جناب
حافظ صاحب وزیر آبادی اور مولوی غایت اللہ
صاحب سکنہ جبہ ندھوان مولوی محمد حیات صاحب
خلف حکیم مولانا مولوی جمال الدین صاحب مرحوم
سکنہ میر کوٹ مولوی محمد حیات صاحب سکنہ
بھڑی شاہ عبدالرحمان۔ مولوی نبی بخش صاحب
سکنہ پریم کوٹ باتفاق رائے احباب مولوی
احمد الدین صاحب امام مسجد گڑھی آدرن سپر
مجلس یعنی سپرنٹنڈنٹ جلسہ مقرر ہوئے اور یہ جو
قرار پائی۔ کہ مسئلہ حیات وفات سچ پر اور جو ہر
صدی والے امام کے متعلق جس جس فرقہ کا مولوی
گفتگو کرنا چاہے۔ وہ جلسہ عام میں بطور تحریر بیان کرے
اور کچھ کے وقت میں کوئی کوئی کسی فرقہ کا قائل نہیں
ہوگا۔ (باقی ہفتہ آئندہ)

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۳۰ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ پیر بکت علی صاحب رنیل ضلع بکرات کے صدقہ عمر قربانی فنڈ ۱۱۰ روپے
- ۲۔ مولوی رفیع الدین صاحب دہم کوٹ بگاچہ (قربانی فنڈ) ۲۰ روپے
- ۳۔ مولوی ذہیر الدین صاحب مدرسہ تاج پور پیراہہ ۲۰ روپے
- ۴۔ شیخ غلام حسین صاحب مدرسہ تناس ۸۰ روپے
- ۵۔ منشی عبدالحق صاحب چنی انیسکو لورائی ۵۰ روپے
- ۶۔ جماعت مردان ضلع پشاور ۴۰ روپے

۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ مولوی محمد فاضل صاحب نوالہ ضلع ننکانہ ۱۰۰ روپے
- ۲۔ جولائی ۱۹۵۵ء
- ۳۔ عیاض محمد علی صاحب پٹیہاں ۱۰۰ روپے
- ۴۔ منشی ارشد امین صاحب ٹل سکول رام پور ۸۰ روپے
- ۵۔ منشی احمد حسن صاحب مدرسہ شاہی مظفرنگر ۴۰ روپے
- ۶۔ سید قاضی غلام حسین صاحب ٹرزی ہسٹنٹ حصار ۱۲۰ روپے
- ۷۔ ۱۲ مدرسہ ۱۲۰ روپے
- ۸۔ ۱۲ روپے

۱ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلہ پشاور ۱۰۰ روپے
- ۲۔ منشی احمد الدین صاحب پیل نولیس گجرات ۱۰۰ روپے

۸ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ منشی غلام سرور صاحب گرد اور ڈیرہ بھیل خان ۱۰۰ روپے
- ۲۔ جماعت مردان ضلع پشاور ۴۰ روپے
- ۳۔ چودہری رستم علی صاحب نبالہ ۵۰ روپے
- ۴۔ جماعت کوٹہ معرفت منشی خدا داد خان ۱۰۰ روپے

۹ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ سید سعید الدین صاحب موضع کوہی صالح پور (لکھنؤ) ۱۰۰ روپے

۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ میان محمد حسین صاحب (سوالیہ میاں) نبردار ۱۰۰ روپے
- ۲۔ جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بھی ۵۰ روپے
- ۳۔ منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلہ پشاور ۱۰۰ روپے
- ۴۔ (ساکین فنڈ) ۱۰۰ روپے
- ۵۔ بابو نور الدین صاحب نقشہ نویس لائل پور ۱۰۰ روپے
- ۶۔ شیخ محمد حسین صاحب لائل پور ۱۰۰ روپے
- ۷۔ شیخ خدابخش صاحب لائل پور ۱۰۰ روپے
- ۸۔ میان محمد حسین صاحب لائل پور ۱۰۰ روپے
- ۹۔ جناب سردار احمد صاحب لائل پور ۱۰۰ روپے
- ۱۰۔ جماعت کلاہور ۱۰۰ روپے

۱۱ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ منشی نور الدین صاحب ۱۰۰ روپے

۱۲ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ میان عبدالرحمان طالبہ قادیاہ پشاور ۱۰۰ روپے
- ۲۔ میان نظام الدین درزی احمدی چنی زافرہ (لکھنؤ) ۱۰۰ روپے
- ۳۔ میان امیر محمد صاحب موضع ہما علیہ پشاور ۵۰ روپے
- ۴۔ جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ۵۰ روپے

۱۳ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ہسٹنٹ سرجن ۱۰۰ روپے
- ۲۔ پٹنڈی گیسپ ۵۰ روپے
- ۳۔ سید احمد الدین صاحب گرد اور ۱۰۰ روپے
- ۴۔ میان سید احمد صاحب لازم پورنگ فائیان ۱۰۰ روپے
- ۵۔ منشی محمد یوسف صاحب اہل نویس مردان ضلع پشاور ۱۰۰ روپے
- ۶۔ منشی غلام محمد صاحب پٹنڈی شاہ پورنگ فائیان ۱۰۰ روپے

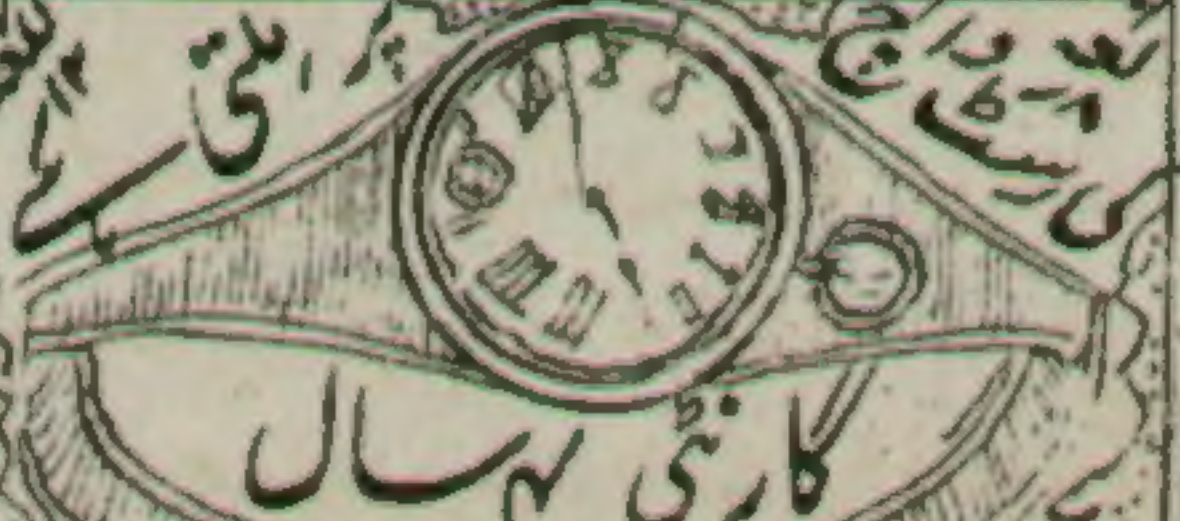
۱۴ جولائی ۱۹۵۵ء

- ۱۔ منشی محمد مقبول صاحب احمدی میرمنشی لکھنؤ ۱۰۰ روپے
- ۲۔ ۱۵ جولائی ۱۹۵۵ء
- ۳۔ بابو غلام حسن صاحب طیشین پٹنڈی بیک سنگھ ۱۰۰ روپے
- ۴۔ (میان سید) ۱۰۰ روپے
- ۵۔ جماعت احمدیہ نالہ کوٹہ ۱۰۰ روپے
- ۶۔ جماعت کھاریان معرفت منشی ولی داد صاحب ۱۰۰ روپے

ایک عظیم الشان کمیائی و قیاضی کی زندہ مثال

میں ایک ہزار روپیہ کی ایک قسم کی کتابیں بالکل مفت دے گا۔
 آپ اگر اس کتاب کو اپنی درخواستیں بہار دفتر میں بھیجیں ہم آپ کو ایک روپیہ کی کتاب صرف ایک روپیہ کی قیمت پر مفت بھیج دیں گے۔ جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اس کا نام خط میں تحریر کر دے گا۔
 زیادہ ہو۔ آخر جولائی ۱۹۵۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شہد نہیں ہوگی۔
 اس سلسلہ کی کتب ۱۵۔ اس وقت شروع ہو گا۔
 اس کیلئے ضروری دیکر کتابی متون کیلئے جو گاہیک ایک نادر موقع ہے۔
 نذرینہ کو شہری بازار لکھنؤ

آخر جولائی ۱۹۵۵ء تک قیاضی



یہ کتابی کلاسی بنائی جاتی ہے اس کا ڈائل پور اور خالص چینی کا ہے۔
 چینی میں ہی لکھی جاتی ہے۔
 اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔
 اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔
 اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔
 اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔
 اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔
 اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔
 اس کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

خبروں کا گلدستہ

مارتھ امریکہ میں سس پی بہت بڑا اور مشہور دریا ہے۔
 ۱۲۔ جون سے اس میں بڑے زور سے طوفان آنا شروع ہوئے۔
 نیلورون انسانوں اور ہزاروں جانوروں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔
 دریا کا پانی پہلے دوسری تہا اب بڑے بڑے ٹپٹے میں تک پہنچ گیا ہے۔
 کیلک کی ریل بالکل غرق ہو چکی ہے تقریباً ۲۰ لاکھ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے۔
 لیکن دریا بجائے گھٹنے کے روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔
 پریشان ہیں۔ خداوند کریم ہی دعا ہے کہ وہ جلد اہل امریکہ کو اس طوفان سے نجات دلائے۔
 لینے دینے پڑ جائیگے۔

روٹس میں جو ایک جدید اسلامی کالج وہاں کے مسلمانوں کی کوشش سے قائم ہوا ہے اس میں عربی و ترکی تدریس اور روسی زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔
 اور علوم و فنون جدیدہ کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی ہوتی ہے۔
 کی طرف سے بعض ایسے مضامین لازمی قرار دئے گئے ہیں جو محض دراصلی تعلیم میں خارج ہونگے۔
 الہ آباد میں ایک محفل میلاد کے موقع پر منی کنڈن صاحب انتظام و مصارف میں خاص حصہ لیا۔
 علاوہ ان کے اور بھی اہل ہندو اور یورپین صاحب شریک تھے۔

امرتا بازار سترگانے ۳۰ روپیہ کو چھپک پتر (جادو کی گوبیان) کا ایک اشتہار شائع کیا جس پر کثیر نویس نے اعتراض کیا۔
 میں طلب کئے گئے جنہوں نے معافی مانگی اور آئندہ اس اشتہار کی اشاعت سے انکار کیا۔
 رفع دفع ہو گیا۔

گوشت سمر نے یہ جدید فرمان صادر کیا ہے کہ جس شخص کا لٹا دیوانہ ہو جائے اس کو اسی دن اپنے قریب تہا میں رپورٹ کرنا چاہئے۔
 یا ڈسٹریکٹ میاں جو اسکے علاج کو بلایا جائے اسی دن تہا میں کرے۔
 کا نریاب ہوگا۔
 لوگوں اور جانوروں کے کاٹنے سے الگ رکھے۔
 کو دست اندازی کا اختیار ہوگا جن لوگوں نے اپنے کتے کے گلے میں ایک ایسا لوہے کا پٹا ڈالے جس پر کتے کے مالک اور اسکے محلہ کا نام منقوش ہو۔
 حکومت خراسان نے شہر الحجاز میں اسلامی ممالک کی قیمتی مصنوعات کی نمائش قائم کی ہے۔
 قریب جن سے سلاطین ماضیہ کے تاریخی حالات معلوم

ہوتے ہیں اس نمائش میں پیش کئے جائینگے۔
 بعلبک میں جرمن کمپنی آثار قدیمہ نے جو قدرتی آثار کھود کر نکالے ہیں اسے قدیمی عبادت گاہوں کے تاریخی حالات عجیب عجیب معلوم ہوئے ہیں۔
 سیو فونس غورنجر آثار قدیمہ نے ایک ضخیم کتاب اپنے تاریخی حالات میں لکھی ہے جو فرانس میں شائع ہو چکی ہے۔
 بعلبک کی تاریخ پر لکھے گئے ہیں۔
 پوئیس قدیم اور شاہ انطون کے اس شاہی محل کے حالات جو ایک بے نظیر مقام تھا۔
 گاہوں کے حالات جو قدیم زمانہ میں نہایت مشہور تھے جنہیں معبد الشمس اعلیٰ درجہ کا معبد تھا۔
 پٹیاہ ہسپتال کے کپوٹر ڈکٹی دروی پر ایک کراس مارک (نشان) صلیب لگایا گیا ہے جس سے پٹیاہ کی پبلک ڈاکٹر جیسوس سرجن کے خلاف ہو گئی ہے۔
 کنڈر می کوٹل میں اس سال سخت گرمی پڑی ۱۳ لاکھ بارش ہوئی۔
 گر کر ۷ ڈگری پر آ گیا۔
 شدت گرمی سے مر گئے۔

کالیکٹ کے ایک پادری صاحب نے ایک انگریز پر اسلئے دعوے کر دیا کہ اس کی شادی کے بارے میں پادری صاحب کی نماز میں خلل ڈال رہا تھا۔
 آسام سے مولوی نذیر الدین احمد جاپان کو رشتہ بانی اور دیاسلائی بنانے کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔
 شاہ کابل نے جو سلمان برقی روشنی کا منگایا تھا۔
 ایک انجن کے روانہ کابل ہو گیا۔
 ٹائیگرٹ بھی نے فیصلہ کیا ہے کہ جو وصیت کسی مسلمان نے لکھی ہو اس پر گواہوں کی شہادت کی ضرورت نہیں خواہ نویندہ کسی ایسی قوم کا ہی فرد کیون ہو جو بجاے شریعت کی رواج کی بائبل اور ہندو قانون وراثت کی تابع ہو۔
 اسلامی شریعت دونوں رو سے شہادت ضروری نہیں عیسائی اور ہندو کی وصیت پر گواہوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت بیکار سمجھی جائیگی۔
 ہندوستان سے جو خطوط وغیرہ سیستان علاقہ فارس میں بھیجے جائینگے ان کا محمول حسب ذیل ہوگا خطوط و فی نصف اونس لہ (تولہ) پر ۲۲ آنہ پوسٹ کارڈ پر ارچھے ہوئے کاغذ جن میں اجازت و کتب بھی شامل ہیں فی دو اونس (۵ تولہ) پر نصف آنہ محمول ادا کرنا ہوگا۔

حضور دایسٹ کے کیلکٹ کوٹس میں ایک بل پیش ہوا۔
 جسکی رو سے ہندوستان میں نکل سکو کا ایک سکہ جاری کیا جائے گا۔

اسلامی دنیا

مشرقی کی جانب بلاد انقباض کے نام سے مشہور ایک علاقہ ہے یہاں سلسلہ در پہاڑیاں دور تک پھیلی ہوئی ہیں جن میں سے بعض بہت بلند ہیں یعنی تین چار ہزار میٹر تک۔ ان پہاڑیوں پر ایام سرسبز و گراموں میں ہمیشہ برف جمی رہتی ہے پہاڑی راستے نہایت تنگ ہیں۔ کوئی شہر و آبادی نہ ہے ہرگز گز نہیں سکتا۔ سو اس لیے وہاں کے رہنے والے کسی کے محکوم نہیں ہیں اور انہیں کسی دشمن کا خوف نہیں ہے۔ ان کے زمین و ماں جاکر کسی زمانہ میں سکونت کر دے تو ان میں مسلمان اقلیت سے آتی تھیں۔ ان کی طبیعتیں ہمیشہ سے بوجہ آزاد و غیر محکوم ہونیکے اپنی قدیم دیرری و عظمت بزرگاتہ سے کچھ بھی متغیر نہیں ہوئیں۔ تمام لوگ اعلیٰ درجہ کے ٹیک بخت مسلمان ہیں کوئی شخص انہیں غیر مذہب کا نہیں ہے۔ تمام لوگ مع اہل دیہات نماز کے پابند اور شریعت اسلام کے فدا ہیں۔ ان میں بڑے بڑے فاضل اور زبردست فقیہ موجود ہیں جن کے کہنے پر یہ لوگ جان تک دینے کو تیار ہو جاتے ہیں ان کی اپنی ایک خاص زبان ہے جو لکھنے میں استعمال نہیں کرتے۔ اور تحریری معاملات میں خط کتابت وغیرہ عربی میں کرتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگ نہایت زبردست اور دلیر ہوتے ہیں چنانچہ ان کی بہادری کی یہ اعلیٰ دلیل ہے کہ فرانس کے ساتھ وہ جو تباہی صدی برابر لڑ رہے اور غلہ سے بچے اور ہونے لے فرانس کا ناکہ میں دم کر دیا تھا۔ آخر غلہ میں فرانس نے ان پہاڑیوں کے درمیان بڑی بہادری و فوجش کر کے ہمارے سرکین تیار کیں۔ اور پہاڑیوں کے اوپر ایک قلعہ شاہی تیار کیا۔ یہاں فوجیں اور توپیں بہت تمام پہنچ سکین مگر دولت فرانس باوجود اتنی کوشش کے ان لوگوں کا کچھ بھی نہ کر سکی۔ اور غلہ میں جبکہ فرانس کا ہار بہ جہنم سے ہوا اسی سال فرانس کی لڑائی ان مسلمانوں سے بھی چھڑ گئی جو اردو سال تک ہی اس لڑائی میں فرانس کی مدد و فوجیں قتل ہو گئیں اور خزانہ کا ایک پہاڑی حصہ اس شدید مقابلہ میں برباد ہو گیا۔ جو ملکی فرانس کو اس محاربہ میں اٹھانی پڑی وہ آج تک نہ ہوا ہو گا لیکن ان پہاڑی مسلمانوں کا استقلال پہاڑ سے بھی زیادہ مستحکم تھا جو ذرا بھی ہلنا نہ ہوا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز اور بڑی بہادری آمدنی کا ملک ہے لیکن جب چاہی ملک کوئی مسافر وہاں جاتا ہے۔ تو اس کو ایسا دکھتا ہے کہ یہاں کوئی فرد بشر گزیر نہیں اور تمام علاقہ خالی پڑا ہے وجہ یہ کہ وہاں کے لوگ پہاڑیوں کی طبیعت یا کہ وہاں کہیں ایسے جیسے ہیں کہ جب ان سے دیکھی کو نظر نہیں آتے یا پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ان کے مستحکم تعلق ہیں یا یوں سمجھو

کہ ایک گاؤں میں ایک بختہ حصار ہے جس کی فوج کو فتح کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ پہاڑیوں کے بچے حصوں میں میدان وسیع ہیں جن میں بہت زیادہ جاری ہیں اور باغ بہلہاتے نظر آتے ہیں۔ میو کی کثرت پیدا ہوتی ہے۔ بڑے بڑے کہیت ددری دکھائی دیتے ہیں جن میں قسم قسم کے غلہ پیدا ہوتے ہیں پہاڑیوں کے بالائی حصوں کو درختوں نے ایسا چھپایا ہوا ہے کہ وہ دوسرے کم ہی نظر آتے ہیں۔ خود رو میوے۔ انجیر۔ زیتون۔ شمش بہت پیدا ہوتے ہیں یہ لوگ جنگ جہاں کے طبعی طور پر شائق ہیں جیسا کہ پہاڑی لوگ ہوتے ہیں برخلاف میدان لوگوں کے کہ وہ طبعی طور پر پوک اور غلہ خٹے حاکموں کے محکوم ہونیکے خوگر ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی دیرری و تجارت کے باعث فرانس نے ان قبائل سے انزواج جن جن کو اپنی فوج کی زینت بنانے کو ملازم رکھے ہیں بلکہ ان کو زواف جو فرانس کے عساکر میں ایک زبردست فوج کا نام ہے اسی علاقہ کے ایک قبیلہ (زواف) کے نام سے موسوم ہو گئی ہے یہ لوگ بڑے قد اور خوبصورت اور پھر تیلے جوان ہوتے ہیں۔ ان قوم کے بہادر جوانوں نے فرانس کے ساتھ بڑی بڑی خیر خواہیاں اور فدا داریاں کی ہیں۔ اور بڑے بڑے معرکوں میں جانیں قربانی ہیں اس بدولت فرانس کی طرف ان مسلمانوں کو بڑے بڑے فوجی عہدے بھی ملے ہیں اور فرانس کے ملین کے ساتھ کمال محبت و جوش دن ہے اگر یہ لوگ تعلیم جدید سے بھی بہرہ مند ہو تو امید ہے کہ ان کو فوجی عہدوں کے علاوہ ملکی عہدے بھی نصیب ہوں گے۔ اگرچہ جابلے ہوتے ہیں۔

مدینہ المنورہ کی تمام سرزمین میں دوسرے قبائل سے بلاد انقباض کے پہاڑی باشندے کی ایک جماعت تجارت کے اور کیا بلحاظ صنعت و حرفت کے اور کیا بلحاظ زراعت کے سر آدورہ اور اعلیٰ درجہ کے اسوہ لوگ ہیں چنانچہ فرانس کے بڑے بڑے شہروں میں ان کی تجارت ہوتی ہے اور بڑے بڑے تجارتی و انگلستان میں ان کی کھانا دیاؤں تجارت کھلتے ہیں۔ گناشتے بیٹھے ہیں۔ یورپ میں مشرقی تجارت کے نام سے مدینہ المنورہ کے تاجروں کی مصنوعات جاکر فرو ہوتی ہے شہر تیزی اور زواف دو بڑے شہر ہیں ان میں فرانس کی طرف سے ریلوئی جاری ہے ان شہروں میں مدینہ المنورہ ایک سوسائٹی کے فاضل ہے۔

فرانس کی طرف سے بادی لوگ مسلمانوں کا لباس پہن کر بڑی بڑی تہذیب و تہذیب میں ایک موضوعوں کے ہیں میں وہاں کے تہذیب و تہذیب ایک گرجا بنا کر رہتے ہیں پہاڑی مسلمان ان سے سخت متغیر ہیں کسی کوئی ان کی طرف سے نہیں کرتا اور وہ وہاں میں جا کر کہیں کسی عطا کر سکتے ہیں۔ لیکن لاڈلہ تہذیب کو خیر و کرم دیکھ کر بہت سے اپنی تعلیم ہی خفیہ طور پر دیتے ہیں۔ ۲۰ سال سے آج تک مسیحی مسلمانوں کو وہاں کوئی کامیابی نہیں ہوئی حکومت کی طرف سے انہیں معقول پاتے ہیں اور حقیقتی طور پر تنہا زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان میں سے تادوں کو آئندہ بھی مدینہ المنورہ میں کئی کامیابی امید نہیں کیونکہ وہ لوگ میں اسلام میں ایسے ہیں کہ کلتہ التوا کے خلاف کسی کی زبان سے ایک کلمہ بھی سن پاویں تو اس وقت اس کو قتل کر ڈالیں۔

(دکھیں)

مسلمانان جاوہ حالات

۱۸۲۳ء میں جاوہ کی طرف اہل اسلام سلاطین نے تو کی اور فتح کرنے کے بعد تمام جزیرہ کے ملک ہو گئے اور اسلامی دعوت سے اس علاقہ کے لوگ کمال متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور گیارہویں صدی تک اسلام لوگوں کے دل و پیراں سے جاتا رہا حتیٰ کہ سمارٹا۔ اور بورنیو۔ اور سلبیٹ تک جا پہنچا جن کا صدر مقام شہر ماکاسر ہے لیکن اس وقت مسلمان حاکموں کی حکومت کا اس ملک میں یہ حال تھا کہ یہاں شہرین الگ بادشاہ بنا ہوا حکومت کر رہا تھا۔ یہ بڑے بڑے شہر جہاں حکومتیں قائم تھیں۔ شہر بانٹن۔ ستر کو ریس۔ بوقر۔ شانخور۔ باندوگ۔ تاروت۔ جوگہ۔ سوراکرت۔ سرابا۔ سرماراگ۔ بیکونگن۔ تیکال تھے۔ یہ بارہ شہر گویا مسلمانوں کی بارہ حکومتیں تھیں۔ جواب ان کے ماتھے سے جاتی رہی ہیں صرف سوراکرت اور جوگہ میں مسلمانوں کی کسی قدر حکومت باقی ہے۔ اور سب ممالک گورنمنٹ ہالینڈ کے ماتحت ہیں۔ ان دو شہروں میں بھی مسلمانوں کی برائے نام حکومت ہے۔ یہاں کے لوگ ہالینڈ کے سوا کسی کو اپنا بادشاہ نہیں سمجھتے۔ آج کل اہل جاوہ کا یہ حال ہے کہ مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر دین اسلام کی ان کو کوئی بات معلوم نہیں گورنمنٹ ہالینڈ کی طرف سے اسیر و قتل ظلم ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ بیچارے مظلوم صبر و تحمل کی برداشت کرتے ہیں۔ عرب لوگ جو اوائل میں یہاں جا کر آباد ہوئے۔ اکثر تجارت پیشہ ہیں علاقہ سمارٹا اور فنیٹاک میں ان کے قریب کی بستیوں میں کثرت رہتے ہیں۔ ان کی عادات بھی جاوہ کے لوگوں سے ملتی جلتی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ علم و تعلیم کا چھوٹا جانا اور حکومت ہالینڈ کے زیر اثر رہنا۔ پہر ہی توٹی چھوٹی عربی بول سکتے اور لکھ پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ ہالینڈ کی طرف سے اسلام کے برخلاف مداخلت قائم ہوئے ہیں۔ جنکے قائم کرنا اصلی مقصد اہل جاوہ کو اسلام کی محبت سے برگشتہ کرنا اور عیسائی مذہب کی طرف رغبت دلانا ہے۔ چنانچہ انکے بچوں کو تعلیم عربی سے بلکہ سادہ کلام اللہ پڑھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ یہ ظلم اس حد تک پہنچا ہے کہ جاوہ کے لوگوں کو عربی لوگوں سے ملنے تک کا حکم نہیں۔ اگرچہ اہل عرب بھی وہاں کے بالکل جاہل ہیں۔ لیکن اتنا ہے کہ کلام اللہ کی دو چار سورتیں انہیں سے کسی کسی کو یاد ہو گئی۔ نماز کوئی کوئی پڑھتا ہو گا۔ یو عیسیٰ نے انکو بڑا دیندار اور قائم علی الدین سمجھا ہوا ہے۔ جاوہ کے لوگوں سے انکو ملنے نہیں دیتے۔ کہ یہ دین اسلام کی انکو تعلیم دینگے۔ عربی کی کتاب سیکھنا جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دل دکھائیوالی مہیبت ہوگی۔ کہ پہلے جاوہ کے لوگ مولود شریف پر جمع ہو کر عربوں سے کلام اللہ سنتے اور عطا و نصیحت کی مجلس قائم کرتے تھے۔ اس پر حکومت کی طرف سے انکے لئے بڑی بڑی سخت سزاؤں مقرر کی گئیں۔ اسلامی کتابیں چھین کر جلائی جاتی ہیں جس کے پاس

سے کوئی کتاب مسائل دین کی نکلے وہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے اہل علم باوجود ان عظیم خطرات کے دین اسلام کی تعلیم میں کوشش کرتے رہتے۔ اس خفا سے گورنمنٹ نے ان کے علماء کو گرفتار کر کے جیل میں بٹوک دیا۔ اور بہتوں کو ملک بدر کر دیا۔ اس قدر متعصب گورنمنٹ روئے زمین پر کم ہوگی جس نے ملک سے سادات عظام و علماء اکرام اہل اسلام کی بیخ و بھاڑ دی ہے۔ سوان گذشتہ حالات سے آئندہ حالات کو قیاس کر لیا جاسکتا ہے کہ وہاں آنے والی نسلیں میں اسلام کب روکے گا؟

جزیرہ سمارٹ کے تاریخی حالات یہ ہیں کہ خلافت عباسیہ کے وقت شہر آسیر میں ایک جنگ جو بہادر جوانان نام تین ہزار ہندوؤں کے ساتھ لڑا اس جزیرہ پر چڑھ آیا اور فتح پا کر وہاں حکومت قائم کی جو اب تک چلی آتی ہے مسلمان اسیر اس امارت پر جان نشین ہوتے آئے اب چھٹیں برس سے ہالینڈ کی حکومت نے ان مسلمانوں سے جنگ شروع کر رکھی ہے اس جنگ کا باعث سوئٹکی کان کا لالچ ہے جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تائید سے اب تک اس سلطنت نے مسلمانوں پر فتح نہیں پائی تمام جزیرہ سواٹا مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اس جزیرہ کے علاوہ تین جزیرہ اور بھی اسلامی حکومت ماتحت ہیں جن کا نام الماس و زمرہ اور بڑے قیمتی جواہرات برآمد ہوتے ہیں سادوئیک کی کان بڑی وسیع ہے۔ یہاں کے مسلمان ان معدود کے سبب نہایت مرفہ الحال ہیں کوئلہ کی کان اور مٹی کے قیل کی کان بھی اس جزیرہ کے پہاڑوں میں ہے۔ گورنمنٹ ہالینڈ ان جزائر گرد و نواح میں چند سواحل پر قابض ہے۔ جیسے بادانگ۔ فلیبانگ۔ جانی۔ ڈولی۔ سان شہروں پر بھی ایک مسلمان امیر حکومت ہالینڈ کی طرف سے متعین ہے اور جزیرہ سلبیٹ بھی ہالینڈ کے ماتحت نہیں ہوا مگر ماکاسر کا قبضہ میں ہے اور تمام مشرقی جزائر سلبیٹ کے قریب ہیں۔ ہالینڈ کے تابع ہیں۔ تھوڑا سا علاقہ پرتگیزیوں کے قبضہ میں بھی ہے اور جزیرہ بورنیو میں کچھ قبضہ سرکار انگریزی بھی ہے جہاں سے قلعی۔ چاندی۔ الماس۔ اور کوئلہ کی کانیں برآمد ہوتی ہیں حکومت ہالینڈ کے قوانین گر لٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں اسی سال روانی ابتدا میں عربوں اور چینی تاجروں کی راہ داری میں کچھ تخفیف کی تھی۔ اور ابھی اس قانون مشہور کو بدل ڈالا اور مسافروں کی راہ داری گران کر دی۔ تاجروں پر بہاری ٹیکس لگا دیا۔ ہالینڈ کا موجودہ حاکم نہایت جابر و ظالم ہے۔ ہر سال ٹیکس اور محصول زیادہ کرنا جاتا ہے چنانچہ سالہائے گذشتہ کی نسبت اس سال چوٹا محصول بڑا دیا ہے۔ سال روان کی ابتدا میں مسافروں کی راہ داری باج روپیہ پر ملتی تھی اب دس روپیہ کر دی ہے اور درخواست کا محرم بھی ایک روپیہ ہے نتیجہ اسی طرح دوسرے ظلم جن کا شمار نہیں ہو سکتا اس حکومت میں مسافروں پر ہوتے ہیں۔

(دکھیں)

تفسیر القرآن میں سچ الزان

اگر شہادت شہادت ہو آگے

الحمد لله رب العالمين - الرحمن الرحيم - مالك يوم الدين - ايات لغيب و ايات نستعين - اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين انعمت عليهم - غير المغضوب عليهم ولا الضالين - آمين

ترجمہ - حمد اور امت اور مہما اس بڑے رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے - اور رحمان العالمین ہے - اور مالک جمع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پریشانی کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحمتیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اسکی بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی انکا انتہا نہیں پاسکتا اور اسکی اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنی پرورشیں ایک خاص رنگ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس لیے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اسلئے ایسی چیزیں پریشانی کے لائق نہیں - علاوہ اس کے ان کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الہی طاقت کام کر رہی ہے - یہ فرمایا کہ اسے وہ رنگے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پریشانی کے لائق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پریشانی کے لائق نہیں ہیں اسبطرح دوسرے مقام پر فرمایا - لا تشعروا الشمس ولا القمر ولا احد مما خلقتم یعنی نہ سورج کو سمجھو کہ نہ چاند کو بلکہ اس خدا کو سمجھو کہ جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند آسمان - آگ - پانی وغیرہ کی ہیں - چاند اور سورج کا ذکر کر کے پھر بعد اس کے جمع کا صیغہ بنا کر اس غرض سے کہ یہ کچھ چیزیں جنکی غیر تو ہیں پریشانی کرتی ہیں تم پر گراؤ انکی پریشانی نہ کرو یہ سورس سورۃ میں ہے سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پریشانی سے متعلق کیا تو یہ کونسا فائدہ اللہ کی پریشانی میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پریشانی میں نہیں تو دماغ کے پر ایہ میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے ہمیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکی شناخت

نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانات سے انکو نہیں شناخت کرتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر پڑتا ہے تو اسے پرستار بندوں کو اس سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کر کے اور اسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کر کے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا - یہ سورہ فاتحہ کا غلام مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جب تک انسان اس دعا کو درود دل کے ساتھ خدا کے حضور میں کہہ رہے ہو کہ نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ جائے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا کہلائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی - اور اس نماز میں تین چیزیں سکھائی گئی ہیں - (۱) خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کی توحید (۲) انسان چاند - سورج اور دوسرے جوئے دیوتاؤں سے مونہہ پیر کر صرف اسی کے دیوتا کا ہو جائے اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بہائیوں کو شریک نہ کرے اور اسطر جہی نوع کا حق ادا کر دے اس کے دماغ میں اھد خدا کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اسے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدی راہ دکھلا - یہ معنی نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدی راہ دکھا - پس اس طرحی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق ہی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں یہ سکھانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک یا انک محم و نہ کر کہہ بلکہ وہ ہیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے استیلاؤں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کر دو کہ میں ان لوگوں کی راہوں سے بچاؤں کہ رو دھانی انھیں عطا ہیں جو میں آغزا ہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب ان پر نازل ہوا - اور یا اس دنیا میں غضب تو بچے اگر گمراہی کی موت سے ہے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہونے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھئے والی انھیں بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ پرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں پھر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حقین

ہر زبانی کرتا ہے اور کتوں کی طرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہودی اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بار بار ظالموں کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے انکی بخشنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرتے اور ہر زبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہوتے تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جہاں دنیا سے وہ گذر جائے گا - اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر رہے ہیں یہ ممکن ہے کہ لوگوں میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دماغ مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف ہی اشارہ پاتے ہیں کہ جب خدا اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کیلئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے ہمارے اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگیں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں فہم کا سبق ملتا ہے اور مادت اللہ کا یہ لگتا ہے مثلاً سورج چاند فضا میں چار تغیرات دکھلاتا ہے اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے کتاب و تاب کو دیران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور ان کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسان ان کے بدن پر بھی اس موسم کا یہ اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں - پس اسبطرح خدا کی ایک تجلی جیہ موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک نیا مادہ انسان پر آتا ہے کہ ان کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور یاد الہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہوتا شروع ہو جاتا ہے گویا کھلے پھلے معصیت اور فسق کا دورا بھی نہیں آتا اگر انسان الہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر انفسدگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق ثنوتی الہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو کلچاٹ کا پیش قدمہ کہنا چاہئے پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے

بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جب کہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے جھٹ برودت ظاہر کرتا ہے سوا سی طرح اس آفتاب حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ خدا کی محبت دلوں سے بجلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چوڑھ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری - قمار بازی - زنا کاری اور جھوٹ غریب - دغا - ہر زبانی - تکبر و دنیا پرستی جو ری - خیانت - خونریزی - کھٹکھاہنسی اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پسلی جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لائق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر رہی جائے تو اس کی یادگاریں قائم ہوتی ہیں - ایسا ہی زمین سنان بڑی ہوتی ہوتی ہے شاذ و نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہو والا ہو یہ موسم ایسا ہے کہ گویا اسکو کل جگ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بہر جاتی ہے پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مردہ پودے نئے سے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سے پیدا کیا جاتا ہے سوا سی طرح وہ آفتاب حقیقی ہے ایک بیماری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اترتا ہے

کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کر کے اس کے دل کو اس بانی کا ہر بہار بناتا ہے تب وہ بانی اس بانی میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور ان خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو خریف کی یاد دہرے نہا اور خراب کر دیتا اور انہیں سزمت ابلی کے لئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے یوں انہیں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شانوں کو نیک حال کے پہلول سے بہرہ دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سوج دیتا ظاہر کرتا ہے وہ صیف کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج ان پہلوں کو پکارتا ہے جو بہار کے موسم میں ابلی کے تھے پس اس طرح خدا کی عمل کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنی موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کر کے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات اکمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے صیف سے سخت جھٹکا ہوا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر ہائے جاتی ہیں پس اس کلام کی جگہ نہیں کہ جو کچھ احرام نفل اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر صفات میں موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی پہچان کر لیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسکی طاقت زبردست ہے جو یہ وہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے وہی سے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری رات کو نور و شہی بناتا ہے جیساکہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہو کر کوکبوتور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بوتا ہے وہی ہے جو اپنی طاقتوں سے سورج کا پردہ ڈال کر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنی کام ظاہر کرتا ہے اسی کی طاقت آسمان سے برسی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک مین کو سرسبز کر دیتی ہے اور بیابانوں کو سیراب کر دیتی ہے اسی کی طاقت آگ میں ہو کر جانی

ہے اور ہوا میں ہو کر دم کو تازہ کرتی اور پہلوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کاؤں تک پہنچاتی ہے یہ اسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی نسبت پر ابھاری ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا میں نہیں بلکہ مخلوق مگر ان کے احرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پوشیدہ ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ لگا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے مثلاً ایک لکھنے والا جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بن گیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلتا ہے اور روشنی ہی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اسکی نہیں بلکہ آگ کی اسکیطرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی ہے کہ جب قدر احرام نفل کی روح ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہو اور محسوس ہے یہ سب با اعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو انہیں پائی جاتی ہیں خدا کے نام میں اور خدا کی صفات میں اور خدا کی طاقت ہی جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے لئے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے لئے کیونکر جسم ہوئے کیا خدا انکو علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتش شیشی آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو

حاشیہ: آریہ صاحبان کا عقیدہ ہے کہ پیدہ ہونے زمین و آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجود چیز کو جو قدیم ہے جس میں جو کچھ جدید ہو گیا اور انادی ہو اور پرمانی ہو کر جیسا کہ جو کچھ جدید ہے میں در قدیم اور نادانی میں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کو جو اسقدر آریہ صاحبان غصہ نہیں کرتے جتنے ان کی طبیعت پر ہم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل گیان انکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جسے اسقدر بڑی بڑے احرام آسمان میں پیدا کر دیتے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کر دیتے انکے آسمانوں کو یہ نہیں سمجھتا کہ انکی محبت بغیر شہادہ جسے اسکی پیدائش ہو کر انکی محبت بغیر خدا کی محبت اور شہادہ انکی ناراضگی کو دیکھیں ہو سکتا۔ محبت نہ کو یا جلالی ہے جیساکہ اسکی جس کو ہر دراز میں انکو کیا ہے کہ انکی ہستی کو اگر وہ شخص خدا کو جس کا خاک میں ہو کر پیدا ہو اور خدا انکی جاننا اور خدا انکی جاننا کامل یعنی بغیر شہادہ انکی ہستی کو اگر وہ شخص خدا کو جس کا خاک میں ہو کر پیدا ہو اور خدا انکی جاننا اور خدا انکی جاننا

کچھ چاند کی تاثیر پہلوں میں فری آتی ہے وہ چاند کو دیکھا نہیں کر دیتی یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وہ نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا تو اسکی تعریف کی یا سوچ کی ہوا اور استت کی اس کا بھی یہی مقصد ہو گا کہ الہی طاقت ایسے شدید تعلق سے ان کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب احرام بطور جھیلکی کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اسی کیطرح رجوع کرتی ہیں اسلئے اس کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اسی کا نام بانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہیں بلکہ یہ سب اس کے فعل میں اور انکی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اسکی طاقتیں ہیں جیسا بقیہ حاشیہ کالم ۱۰ کیا وہ پیدا کر نہیں کسی مادہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان ہرے بڑے احرام کو دیکھتا ہوں اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادہ الہی سے انکا وجود ہی سب کچھ ہو گیا تو میری روح پر اختیار ہوا ہستی کی کڑی مار سے قادر خدا کو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور در اعلیٰ میں نادان ہر وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور حق ہے وہ جو تیری نسبت پر اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کون سا پیدا کیا۔ افسوس کہ یہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کو بنا دینا انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہو تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھ بنا نہیں سکتا دسیا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک یار کو بناؤں انکارہ کرتے ہیں کہ ایک شمار اتوں میں اسکو تیار کر سکتا ہے اسکی نہیں۔ ایسا ہی میں یہ اندازہ کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کو خدا سوچ یا چاند بنانے میں اسقدر وقت کی ضرورت نہ ہوگی اور اسکی جیسے اسکی غیر ممکن ہوگا کہ کچھ نیکے نظر سے خدا تعالیٰ کیلئے یہ حدیں مقرر کرے اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کیلئے اس کو محتاج سمجھتا ہے اور گودہ اپنی مرضی کو کوئی کام دہری سے کرے یا دیر سے گزردہ وقت کا محتاج نہیں۔ پس اس صورت میں وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی منفی کیلئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق سے اسکی حق میں ہی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کو کسی طاقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وہ کسی تعلیم ہو بلکہ خاص بذات دینا کے ہیث میں تعلیم نکل ہی نہ پڑت صاحب نے جب کچھ کہہ دیا ہے کہ اسکی وہ جی نہیں سکتے اور بغیر فانی کے انکی بیاس نہیں جیتی اور بغیر شہادت اور مشورہ کی وہ نہ پڑے کہ تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ

حاشیہ: آریہ صاحبان کا عقیدہ ہے کہ پیدہ ہونے زمین و آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجود چیز کو جو قدیم ہے جس میں جو کچھ جدید ہو گیا اور انادی ہو اور پرمانی ہو کر جیسا کہ جو کچھ جدید ہے میں در قدیم اور نادانی میں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کو جو اسقدر آریہ صاحبان غصہ نہیں کرتے جتنے ان کی طبیعت پر ہم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل گیان انکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جسے اسقدر بڑی بڑے احرام آسمان میں پیدا کر دیتے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کر دیتے انکے آسمانوں کو یہ نہیں سمجھتا کہ انکی محبت بغیر شہادہ جسے اسکی پیدائش ہو کر انکی محبت بغیر خدا کی محبت اور شہادہ انکی ناراضگی کو دیکھیں ہو سکتا۔ محبت نہ کو یا جلالی ہے جیساکہ اسکی جس کو ہر دراز میں انکو کیا ہے کہ انکی ہستی کو اگر وہ شخص خدا کو جس کا خاک میں ہو کر پیدا ہو اور خدا انکی جاننا اور خدا انکی جاننا کامل یعنی بغیر شہادہ انکی ہستی کو اگر وہ شخص خدا کو جس کا خاک میں ہو کر پیدا ہو اور خدا انکی جاننا اور خدا انکی جاننا

کہ سورہ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمد للہ رب العالمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنی آفت رنگوں اور بیابانوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ فانی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صخر حثمت من فوقہ اذ یجر یعنی دنیا ایک شیشی محل ہے جس کے ٹکڑوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشی پانی میں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وحلنا ہم فی البود والبدر یعنی یہ خیالات کر کے زمین ہمیں اٹھاتی ہے یا کششیں دریا میں ہیں اٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود ہمیں اٹھا رہے ہیں۔ (بانی آئندہ)

ایک چیز کو حصول کیلئے مادہ کے محتاج میں ایسا ہی کچھ ہر مشہوری مادہ کا محتاج ہے انسان کا مادہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنی نفس پر تیا کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاک دامن اور پاک دل عورتیں ہی ہوتی ہیں جسکو انھیں ملی میں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جو کوئی جھگڑاں اور معرفت کا مادہ ہے وہ ہر جہالت کو بہت نہیں کر سکتا ہم نے صد ہا امور اپنی آنکھوں سے دیکھے خارق مادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہی اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے شاید جو وہ سال کے نزدیک ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالم کشف میں ایک کاغذ پر میں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہوتی چاہئے اور جس دیکھا کہ جو خیر و بری اور خدا کا دہرہ پیش کی کہ اس پر خط کر دیں کہ ایسا ہی ہوگا جسے خداوندی نظم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون ماند تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی جو اس پر خط لکھی کر دی اور دستخط کی جگہ کو چمک دیا اور وہ جیسے خون کی میرے پرچے تب وہ در شوق محبت سے میری آنکھیں لگی کر خدا نے میرا دست پور کیا اور میری تحریر پر سے ناس خط کر دیا۔ اسوقت میری پاس ایک دست سوجو دیا یعنی میاں عبداللہ سنوری اسے شور مچا کر یہ قطرے سرخ کھات کر دی اور جیسا کہ عالم کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج جس میں وہ سرخ قطرے تر تر میری کر رہے تھے اور کچھ جھلکا پر ہی۔ اب بتاؤ کہ یہ نام کشتی معاد تھا ظاہر میں ان غوثی قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان ہیں اسکی کیا جواب دیکھیں کہ یہ قصہ جو ہمارا اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ میری سر پر شہم آریہ صاحبان کو کچھ نہیں انہیں نہیں وہ کتاب تالیف ہوئی تھی اور جو حکم میں

مسح و غایت المقصود

مضمون نمبر ۲۶

(بطریق معارضتہ بالقلب)

اثبات بطلان بعض عقائد فاسدہ علی حاضری
لاہوری علیہ مایہ تحقیق کہ در ملک پنجاب سبب صلاحت
فرامہ آورده است۔

باعث تحریر این مضمون دو دیگر مضامین شخصی گزری
الاصل اجل الناس علیہ مایہ موسوم بہ علی حاضری
مباشہ حالات عجیبہ و مقالات غریبہ و
کہ اکثر از مضامین صبیان و حیلہ نسوان نیست
خواستہ کہ درین مضمون دو دیگر مضامین بر
ملاحظہ احباب اطیاب و مطالعہ اصحاب
انجاء بالمحمد نوشتہ باشم تا عافا دانستہ باشند
کہ از جملہ شخصت گذاران کہ ذکر آنها در حدیث
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است این کثیری
عجب فرمایند کہ بحدیث و کتب دروغ
میخوانند کہ خلق اللہ از صراط مستقیم دور انداختہ
ہمراہ جہنم ببرند۔ خدا لعنت کند کہ راسخ را
کہ فروختند دین را بدنامیہ و در اہم دوست
ظلم و تعدی را نسبت با نام زمان حضرت
مرزا غلام صاحب رئیس قادیان و متبعانش
دراز کردہ اند۔

ناظرین باید بخاطر جادہ کہ قبل ازین دو
مضمون در رد کتاب غایت المقصود جلد دوم
مصنفہ این کشمیری علیہ مایہ تحقیق در جریہ احکم
بطبع در آمدہ بود کہ او ہم فضل جنگوی در کتاب
خود نذرہ الحق نام در پی افحام و اسکات
مخالفین شدہ و دلائل و براہین ضعیفہ و دایہ
مخالفین را عموماً و علی حاضری را خصوصاً اوہن
من بیت العنکبوت باثبات رسانیدہ ناچار
ارده تحریر جواب غایت المقصود را ترک نکردم و
فارغ شستم مگر سپس معلوم شد کہ این کشمیری
علیہ مایہ و مقلدانش کتاب غایت المقصود جلد
چہارم را کتابی لا جواب پندارند و بدان نحو
نماات آرند و چون کہ کتاب مستطاب نذرہ الحق
مہذب مجموعہ از یورطیع نوشیدہ است لهذا خواستم
کہ چند اغلاط مجتہد المتشیعین را کہ در غایت المقصود
جلد چہارم کمال جہالت و کوتاہ نظری از
مرز وہ دین مضمون و مضامین آیتہ بدین
ناظر سازم بنا بر آن این چند سطور حوالہ قلم

سازم۔ و بالله التوفیق و علیہ التکلیف۔
غایۃ المقصود قولہ تسلط طاعون بر
سندوستان آیا بطریق غضب اللہ مثل
از مذہب سابقہ بر اسم انبیاء سابقہ نازل شدہ
است یا بنہج امراض و آفات و بلیات متداولہ
چون تب محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص
و جزام و غیرہ بنا بر اول مخالفت قرآن عظیم
لازم آید و بر کہ در شان رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم قرآن ناطق و صادق است و ما اسئلک
الکلام رحمة للعالمین۔ یعنی اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نفرستادم ترا مگر رحمت بر عالمیان
و تفسیر این میکند آیتہ شریفہ سورہ انفال قولہ
تعالی و ما کان اللہ ليعذبہم و انت فیہم
یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسم خداوندی
نیست کہ عذاب کند ایشان را و حال آنکہ
تو رحمت عالمیان میان ایشان موجود
باشی پس جز او فرستاد است مگر مہرہ این بنی
رحمت را منحصر در آخرت گذاشت تا
رحمت عالمیان بودن آنحضرت ثابت
گردد۔

۲ قول ایہا الناطقین! این اولین دلیل
است کہ مجتہد شیعیان در جلد چہارم غایت
برتر دید امانا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام
نوشتہ است پس ہر گاہ این دلیلش بآیات
قرانیہ و احادیث صحیحہ ضعیف و مردود ثابت
بشود دیگر آوردہ را در جلد چہارم مندرج
ساختہ بر آن قیاس توان کرد۔
حالا بیانک بلند میگویم کہ مجتہد علیہ مایہ دین
مشد طریق صواب نہ پیمودہ بلکہ از سنجہ بغایت
دور افتادہ۔ فی الحقیقت نزول عذاب بر
مشرکین و معاندین اسلام و کفار و منافقین پیام
منا فی رحمت نیست و تفسیر آیت کریمہ و ما کان
اللہ ليعذبہم الخ چنین باشد کہ مجتہد پنداشتہ
ناظرین باید قرآن کریم را درست گیرند و
سورہ انفال را نیک تلاوت فرمایند۔

قال اللہ تعالیٰ (۱) واذ قالوا اللہم ان
کان ہذا ہو الحق من عندک
والگاہ کہ گفتند بار خدا یا اگر ہست این قرآن
راست از نزدیک تو۔
واذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق
من عندک فامطر علینا حجارة من
السماء و استناب العذاب الیہم و ما کان
لہ اگر این ہند لال مجتہد صحیح باشد عقیدہ و جعت
کشیمیان بلان نازکندہ فالظہر بشتہ ہار نجم الدین احمدی
کرانی

اللہ ليعذبہم و انت فیہم و ما کان
لہم یستغفرونہ و ما لہم
عن المسجد الحرام و ما کانوا اولیاء
ان اولیاء و الا المتقون و لکن
اکثرہم لا یعلمونہ و ما کان
صکاکتہم عند البیت الا مکاء
و تصدیقہ فذوقوا العذاب بما
کنتم تکفرون۔

ترجمہ :- و ان گاہ کہ گفتند بار خدا یا اگر
ہست این قرآن راست از نزدیک تو پس
بر مانگ را از آسمان تا بار بار عذاب
در دناک را و نیست خدا اگر عذاب کند ایشان را
و تو میان ایشان باشی و برگز نیست خدا
عذاب کنندہ ایشان و ایشان استغفار
میکنند یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغمبر
در میان قوم باشد عذاب عام نمیکند و همچنین
تا ایشان استغفار میکنند عذاب نمی آید و نیست
مر ایشان را یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان
ایشان کہ عذاب کند ایشان را خدا و حال آنکہ
ایشان باز میگردند یعنی مردمان از مسجد الحرام
و نیستند سزاوار آنجا۔ نیستند سزاوار آنجا مگر
متقیان۔ لیکن پیشترین ایشان نمیدانند یعنی
اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بدون پیغمبر
در میان ایشان مانع بود و الحال مانع بر سخت
و نیست نماز ایشان نزدیک خانہ کعبہ بجز صف
کردن و دستک زدن پس بخشیدہ کہ کافران
عذاب را بسبب کافر شدن خود

از آن آیت کریمہ ظاہر روشن است کہ چون
کفار مکر در خواست نزول عذاب کردند خداوند
فرمود کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ از مکہ
ہجرت نمیکند عذاب نازل نمیشود یعنی بعد
ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عذاب
نازل خواهد شد چنانچہ آیت کریمہ فذوقوا
العذاب بما کنتم تکفرون۔ دلالت
صریحہ دارد برین۔ پس ہند لال مجتہد علیہ
ما علیہ بآیت کریمہ و ما اسئلک الا حجة
للعالمین و آیت کریمہ و ما کان اللہ ليعذبہم
بجوعے ارزو۔ مغالطہ بیش نیست۔
علاوہ برین دیگر آیات قرانیہ نیز بر تندیہ
مجتہد المتشیعین گواہ ہستند چنانچہ خداوند
کریم در پارہ دہم سورہ توبہ میفرماید۔
(۱) و لبشر الذین کفروا بعد عذاب الیم
الذین عاہد کتم من المشرکین
ثم لم یقفوا کوشیا و لم یظاہروا

علیکم احداً فاقیموا الیم عہدکم
الی مد تم ان اللہ یحب المتقین
و خبر دہہ کافران را عذاب دردہندہ مگر
انانکہ بایشان عہد بستہ بودند از مشرکان
باز کسی نکردند با شما از چیزے و مددند اند
بر شما کسی را پس بوفار ساینید بسوے
ایشان عہد ایشان را تا مدت ایشان مرا بیند
خدا دوست میدارد و بر ہر گاہ را۔
(۲) قاتلوا قتلہم بعد کتم اللہ با بدیکم
و یخزہم و یبصرکم علیہم و یبیت
صد و در قوم مؤمنین لا و یذهب
غیظ قلوبہم و یتوب اللہ علی من یتوب
یشاء و اللہ علیہم حکیم ہ پارہ دہم
ترجمہ :- جنگ کنید بایشان تا عذاب کنید
ایشان را خدا بدست شما و رسوا سازد ایشان
را و فتح دہد شما را بر ایشان و شفا بخشد سینہ ہا
گروہ مسلمانان را۔ و دور کند اندوہ دل ایشان
را و رحمت باز گردد خدا بر ہر کہ خواہد و خدا را
و استوار کار است۔

(۳) ثم انزل اللہ سینیۃ علی رسولہ
و علی المؤمنین و انزل جنود المودہا
و عذب الذین کفروا سورہ توبہ رکوع ۴
پس فر فرستاد خداوند سکینت بر رسول خود و بر
مؤمنین و فر فرستاد لشکر کہ شما بدینند و عذاب
کرد کافران را۔
(۴) یا ایہا النبی جاهد الکفار و
المنفین و اغلظ علیہم و ما و اہم
جہنم و بیئس المصیر و یخلفون
باللہ ما قالوا و لقد قالوا کلمۃ
الکفر و کفروا بعد اسلمہم و ہما
بما لہمنا لواج و ما یقوموا الا انت
اعنہم اللہ و رسولہ من فضلہ فان
یتوبوا یک خیر لکم و ان یتولوا
بعذبہم اللہ عذابا الیم فی الدنیا
والآخرۃ و ما لہم فی الامرین من و
ولا نصیر سورہ توبہ رکوع ۱۰۔

ترجمہ :- اے پیغمبر جہاد کن با کافران
و با منافقان و دشمنی کن بر ایشان و جائے
ایشان دوزخ است و دوسے ہر جائست
سوگند منی نہ بخدا کہ گفتہ اند و ہر آئینہ گفتہ اند
سخن کفر و کافر شدہ اند بعد اسلام خویش و قصد
کردند انچه نیاقتہ یعنی ایذاے پیغمبر و انکار
نہ کردند الا بران کہ تو نکر ساخت ایشان را خدا
و رسول از فضل خود پس اگر توبہ نکنند بہتر باشد
ایشان را و اگر برگردند از توبہ عذاب کند ایشان را

خدا عذاب در دہندہ در دنیا و آخرت و
ہست ایشانرا در زمین پس کار سازد و سج
کار ساز یاری دہندہ۔

(۵) ومن حولکم من الاعداء
منفقون ومن اهل الدین یبغون
علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم
سعد بن ہم ص تین شہیر دون الی
عذاب عظیمہ سرور توبہ رکوع ۱۳۶
ترجمہ۔ وازانکہ حوالی شما از اعدائے منافقانہ
و بعض اہل دینہ خوگر شدہ اند بفاق توئیدانی
ایشانرا امید ایم ایشانرا۔ عذاب خواہیم
کرد ایشانرا و بار یعنی در میان مسلمانان
ذیل شوند و در اموال و اوقات ہمینہ باز
گردانیدہ شوند بعباد بزرگ۔

ایہا النافین ازین آیات کریمہ و دیگر آیات
قرانیہ ظاہر و باہر است کہ نزول عذاب بر
کفار و منافقین مطابق خصوص قرانیہ جائز
و واقع و ثابت و متحقق است پس اعتراض
مجتہد علیہ ماعلیہ سراسر غلط است۔ صرف
نظر ازین مصنف علیہ بالتحقہ در صفحہ ۱۲۰ و
۱۲۱ مرض طاعون را علامت حضرت امام مہدی
علیہ السلام تسلیم میکنند پس از مصنف بلند نظر
ہیں سوال جواب طلب میباشد کہ طاعون مذکور
در زمانہ حضرت امام ہمام علیہ السلام چہ طور ظاہر
خواہد شد آیا بطریق نزول عذاب بر مکران حضرت
امام علیہ السلام قیام امراض و آفات و بلیات
متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ
و برص و جذام بصورت ثانیہ طاعون را علامت
مہدی علیہ السلام قرار دادن چہ معنی دارد و بصورت
اول اعتراض مصنف را اگر سفاہت و جہالت
نگفتہ شود دیگر چہ توان گفت قولہ حضرت
خواجہ کائنات علیہ السلام و سلم و اہل بیت جہار
را با وجود رسیدن انقدر زحمت مشقات و ظلم
ایشان نفرین و دعائے ہر دم در حق این است مرحوم
نکردند تا خلافت وعدہ خدا لازم نیاید۔

اینست معنی رحمت اللعالمین بودن ایشان
پس ہر گاہ بوقت ظلم کردن بخود انحضرت علیہ
السلام و سلم و اہل بیتش نظر وعدہ و ما کان اللہ
یعد ہم ایشان را خدا عذاب نکند چگونہ ممکن است
کہ بوجہ بدگفتن تو نزول عذاب فرماید اقول این
تحریر مجتہد عظیم التظہیر ہم بکسی تحقیق نمی نشیند
بلکہ مراحتا دلالت دارد بر آنکہ مجتہد شیعیان
چنانچہ از کتاب وسنت بچہ خبر است از اصول
و فروع امامیہ نیز خبری ندارد تنبیہ الغافلین
و اسکات و انعام معاندین روایتی چند از اص

اصحاح المشعین نقل میکنم در فروع کانی مطبوعہ
لکھنؤ جلد کتاب الخنازیر صفحہ ۹۹ روایتی چند
امام جعفر صادق علیہ السلام مروی است کہ دو
تار وایت از آنجملہ بطریق نمونہ نقل برداشتہ
میشود چون عبد اللہ بن ابی بن سلول بمرد۔ بنی
صلی اللہ علیہ وسلم بخازہ او تشریف از رانی
داشتند پس عمر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا
تر از ایشان است بر قبر این منافق منقہ نموده است
رسول اللہ علیہ وسلم پنج گفت عمر بار دیگر گفت
کہ یا رسول اللہ آیا خدا تر از ایشان است بر قبر این منافق
منقہ نموده است پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم فرمود کہ خرابی باد ترا تو چہ دانی کہ من چہ
گفتم و چہ طور دعا کردم گفتم من بدین طور دعا
کرده ام کہ خداوند اشکش را بالکش پر کن و قبر او را
بالش پر کن و اورا بجہنم برسان۔ روایت است
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال
لما مات عبد اللہ بن ابی بن سلول
حضرت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و جناتہ
تقال عمر یا رسول اللہ علیہ و آلہ
یا رسول اللہ انی قلت اللهم احش جفن
نازل و املہ قبرنا و اوصلہ نانا
روایتی دیگر نیز در ہمین صفحہ منقول است و ہی هذا

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلاً
من المنافقین مات فخرج الحسين بن
علی صلوات اللہ علیہما ہمیشی محلہ
خلفہ مولیٰ لہ الحسن علیہ السلام این
تذہب یا فلان قال فقال لہ مولا
افتر من جنارہ ہذا المنافق ان اصر علیہا
فقال لہ الحسن علیہ السلام انظر ان
تقوم علی ہمینی ماسمعی اقول نقل مثلہ
فلما ان کتب علیہ ولیہ قال الحسن علیہ
السلام اللہ اکبر اللهم فلان ہذا ک
الف لعنتہ لو تلبہ مختلفہ اللهم افر عبدک
فی عبادک و بلادک و اصلہ نازل
وافقہ امشد عبدک فانہ کان یتوکی
اعدایک و یعدای اولیایک و یبغض
اہلبیت نبیک۔

ترجمہ مرویست از امام جعفر صادق علیہ السلام
کہ شخصے از منافقین بمرد امام حسین علیہ السلام
ہمراہ جنازہ او میرفت غلامی از غلامان امام
حسین علیہ السلام دوچار شد امام حسین علیہ السلام
از و پرسید کہ اے فلان کہ اے فلان کجا میردی
گفت از نماز جنازہ این منافق میگیم امام فرمود
نزد راست من ایستادہ شو بشنو آنچه من گویم
تو ہم مثل ان بگو چون و ہی آن میت تمکیر گفت

حضرت امام حسین دعا کرد بار خدا یا برین بندہ فلان
خود لعنت بفرست ہزار لعنت کہ بچہ و بچہ بند
مختلف نباشد بار خدا یا بر سوگن این بندہ خود
را در زندگان خود و اورا بجہنم برسان و اورا لعنت
ترین عذاب خود بچشان کہ او دشمنان ترا دوست
میداست و با دوستان تو دشمنی میکرد و با اہلبیت
نبی تو بغض میداشت۔

حالاً ناظرین انصاف بفرمایند کہ مجتہد شیعیان
باین طمطراق ہمدانی از اصول و مبانی طالیفہ
خود ہم چہ قدر بیخراست قولہ و بنا بر ثانی این
آفات و بلیات و الامم و امراض و اسقام
من اللہ العلام تبلیہا للخاص و العوام برائے
امام مقرر و معین اند و در نزول و تسلط آنها
مصالح و حکم بے شمار باشند۔

الی قولہ پس خیال فقیر حقیر نزول جنین ابتلا از
جملہ مرحوم و الطاف مقربہ الی المجتہد و مکارم
و اعطاف مبعده از جہنم برائے خواص و عوام
است پس جنین الطاف مقربہ را عذاب
و غضب اللہ نامیدن البتہ موجب غضب
خداست کہ مستحقش بجز مرزائی کا دیانی دیگری
نمی تواند شد اللهم نقہ منک غضباً مکتوفاً
موجوداً انتہی بالفاظ المجتبیہ۔

اقول ایہا ناظرین ہر گاہ بہ تحقیق مجتہد
علیہ ماعلیہ بوضوح پیوستہ کہ تسلط طاعون
پر اہل ہندوستان از جملہ مرحوم و الطاف
مقربہ المجتہد و مکارم و اعطاف متعدد از
جہنم برائے خواص و عوام و پر ظاہر کہ برسنگ
امامیہ اثنا عشریہ لطف مرحوم واجب است
پس ما را میرسد کہ بگویم کہ خدا را واجبست کہ
جملہ امامیہ اثنا عشریہ و نیز امام غایب الزمان
را عموماً و مجتہد علیہ ماعلیہ را خصوصاً ذائقہ
طاعون نچشانہ اللهم نقہ منک غضباً
مکتوفاً موجوداً کہ بہترین مستحقش بجز حائری
لاہوری و قوم او دیگری نمیتواند شد۔

و آنچه مجتہد علیہ ماعلیہ در خلاصی ابتلاء آفات
و الامم من اللہ العلام حوالہ قلم ساختہ مصداق
این شعر است۔

حرف درویشان بدر و درودون
تا بخواند بر سلیبی صد ضنون
ناظرین باید بخاطر جادہند کہ تجویز نزول عذاب
بر مقربان بارگاہ الہی تخفیفست کہ مجد کفر میرا
البتہ انبیاء و اولیاء و صلحا و اصفیاء را ابتلا پیش
آمدن بطریق عقل و نقل رواست مگر ان ابتلا
بطریق عذاب نبی باشد بلکہ در ان مصالح و
حکم بیشمار میباشد۔

قولہ۔ ہر گاہ فی الواقع و الحقیقت این
طاعون علامت مہدویت تو میبود البتہ میباید
کہ تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث میشد
زیرا کہ امام مہدی برائے تمامی اہل زمین مادی
خواہد بود نہ محض برائے ہندوستان بنا بر ان
نزول عذاب طاعون برائے اہل ہند مخصوصاً
میعنے نہ دارد۔

اقول۔ درین مضمون از آیات قرانیہ با ثبات
رسانیدہ ایم کہ عذاب قتل بر کفار مکہ نازل شد
پس مقرر صحتی بچہ مجتہد علیہ ماعلیہ نیز آن گفت
کہ ہر گاہ فی الواقع و الحقیقت نزول عذاب
قتل بر کفار مکہ علامت صادقہ رسالت حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم میبود البتہ میبایست
کہ بر تمام میکرد مخالفین روی زمین میشد زیرا
کہ حضرت رسول عربی بقول خود برائے تمامی
اہل زمین مادی بود نہ محض برائے عرب
بنا بر ان نزول عذاب قتل برائے اہل عرب
مخصوصاً میعنے ندارد و فما ہو جواب کہ فہو
جوابنا۔

ثانیاً مجتہد علیہ ماعلیہ در ہمین کتاب خود بہ صفحہ
۱۲۰ از نسخہ کمال الدین مطبوعہ ایران آورده است
قد ام القائم موتان موت احمر و موت
ابيض حتی یدہب من کل شیعۃ خمسۃ
فالموت الاحمر السیف و الموت الابيض
انطاعون۔ حالاً از و استفسار میرود کہ این
طاعون بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث
خواہد شد یا نہ بصورت اول حاجت ظہور
مہدی حیث بصورت ثانی امام مہدی
برائے تمامی اہل زمین مادی خواہد بود نہ مخصوص
برائے مکی از ممالک بنا بر ان نزول عذاب
طاعون برائے مکی مخصوصاً میعنے ندارد و فما
جواب کہ فہو جوابنا۔

ثالثاً این عذاب طاعون کہ باقرار مجتہد علیہ
ماعلیہ از علامات امام مہدی علیہ السلام است
آیا در آن واحد بر تمام روی زمین شورہ و
شیرین حادث خواہد شد یا در اوقات مختلف
بصورت اول و ثانیہ بر آن حاجت ظہور
مہدی و موت امر حیث بصورت ثانیہ
فما ہو جواب کہ فہو جوابنا۔

راقم
صادق حسین مختار۔ سکرطری
انجمن احمدیہ اناوہ
۱۹۔ جولائی ۱۹۵۷ء

وصیت نورین

ناظرین الحکم کو معلوم ہوگا کہ کچھ دنوں
جب حضرت مکرم الامۃ (نصیب اعدا)
بیمار ہو گئے تھے کہوت آپ نے
خاکسار ایڈیٹر سے فرمایا تھا کہ اس
حالت کرب و اضطراب میں میں
ایک مضمون لکھتا ہوں وہ مضمون ایڈیٹر
الحکم کو مل گیا ہے جسے وہ ناظرین
الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل میں چھاپتا
ہے۔ اصل مضمون چونکہ عربی ہے
اسلئے پہلے اسلئے چھاپتا ہوں اور اگلی
اشاعت میں انشاء اللہ اسکا ترجمہ
مع بعض ضروری حواشی کے میں درج
کروں گا۔ وما توفی فی الاکابر الا کثیرا
العلی العظیم (ایڈیٹر)

ہذا شہادت امانۃ عند کل من مع
او نظر فہم بعد ان استشهدت اللہ تعالیٰ
وملائکتہ علیہما۔ وانا الفقیر الی
رب العالمین۔ نور الدین۔ اللہم جعلہ
کاسمہ۔ آمین۔
ان اللہ تعالیٰ ربی رب العالمین۔ الرحمن
 الرحیم مالک یوم الدین۔ و انت اللہ
الاحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن
لہ کفواً احد۔ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد۔ الہی القیوم۔ و انہ
بکل شیء علیم یدبر الامر من السماء الی
الارض۔ القادر۔ الفاعل لما یرید
السمیع البصیر۔ کلّم اللہ موسیٰ تکلیماً
ولہ الاسماء الحسنیٰ وهو الغنی عن العالمین۔
استوی علی عرشہ و لیس کمثلہ شیء۔
احاط بکل شیء علماً و خلقاً و وسع کل
شیء علماً و احصی کل شیء عدداً یعلم
السرو الخفی الا یعلم من خلق و هو اللطیف
الخبیر۔ عالم الغیب الشہادۃ فتعالی
عما یشرکون۔ ہو الاول لیس قبلہ شیء
ہو الآخر لیس بعدہ شیء ہو الظاہر
لیس فوقہ شیء ہو الباطن لیس دونہ
شیء لا یراد لقضائہ ولا معقب لحکمہ
بیدہ الخیر و هو علی کل شیء قدیر و
تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً۔ لا
مبطل لکلماتہ و لیس بظلام للعبید و

لا یظلم ربک احداً و للہ الحجة البالغہ
ولو شاء لهدی الناس جبیناً یغضب
و یرضی و یفرج بتوبۃ العبد۔ ولا تدركہ
الابصار و هو یدرک الابصار۔۔۔۔۔
و مع ہذا رجوہ یومئذ ناظرۃ الی ربہا
ناظر۔
والقرآن کلام اللہ نزل بہ الروح
الامین علی مولینا و رسولنا خاتم النبیین
وسید ولد آدم رحمۃ للعالمین۔
ارسل الی الناس نفعاً الی الناس کافہ
قال تعالیٰ قل یا ایہا الناس الی رسول اللہ
الیکم جمیعاً۔ و نزل احسن للحديث
و وعدانہ حافظہ کما قال تعالیٰ
انا نحن نزلنا الذکر و انا الہ الحافظون۔
و هو ہدی و رحمہ و شفا و روح۔
و فضل۔ و کفایۃ و قد کفی۔
و الملائکۃ حق و الرسل حق و کتب اللہ
و ما انزل من قبلہ و لم یزل اللہ رباً
رحیماً متکماً و لا یزال۔ و خلق کل شیء فقد
تقدیراً و القدر و السؤال فیہ و النشر
الحشر حشر الاجساد و الحسب اب فریق
فی الجنة و فریق فی السعیر و الصراط
و الشفاعۃ لاهل الکبائر۔ فضلاء عن
الصغائر و لرفع الدرجات حق۔ نعماء
الجنة حق فی عطاء غیر مجذوذ و الام
النار۔ و ان علیہا تسعة عشر حق و
ان ربک فعال لما یرید و قد سبقت
رحمتہ غضبہ۔ و انہ ارحم الراحمین
و احکم الحاکمین و اکمل اکرامہ۔
ثم الاسلام نبی علی خمس شہادۃ
ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ
و الصلوٰۃ و الزکوٰۃ و الصوم و الحج۔
و ان الصلوٰۃ و سواہا کما ثبتت فی
التعامل و السنۃ و کما بنیت مشرحاً
فی المواطن البخاری و رایتنا فی المومنین
و ایقنا انما سبیل المومنین و قال تعالیٰ
و من ینبغ غیر سبیل المومنین نولہ ما ولی
و فضلہ جہنم و ساءت مصیراً و ان اللہ
سبحانہ تعالیٰ کما امرنا بالتباع ما انزل
انینا امرنا بالتباع محمد رسولہ کما قال
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم
اللہ و کما امرنا بطاعۃ امرنا بطاعۃ رسولہ
و اطاعۃ ولی الامر۔ فقال و اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ بل و

قال فی اطاعہ الوالدین و ان جاهد الک
علی ان تشرک لی ما لیس لک بہ علم فلا
تطعہما و صاحبہما فی الدنیا معروفہ۔
ولا بد ان تقدم اطاعۃ اللہ و اطاعۃ
کتابہ علی اطاعۃ الخلق و اطاعۃ رسولہ
اطاعۃ تعالیٰ عن سلطانہ کما قال و
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و احب
اتباع السالکین الاولین من المهاجرین
والانصار کما قال تعالیٰ السابقون
الاولون من المهاجرین والانصار و
الذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم
و رضوانہ۔ فانہم لول من سترکی بتزکیۃ
جبیناً و سیدنا محمد رسول اللہ صلی علیہ
علیہ وسلم۔ والخلفاء الراشدون
منہم ابوبکر و عمر و عثمان ما کانوا
و لا واحد منہم منافق ابداً فان اللہ تعالیٰ
وصف المنافقین بانہم ہوا بما لم ینالوا
و ہوا بما لم یمسوا۔ و ہم مصداق
وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات
لستخلفنہم فی الارض۔ و ہم الغالبون
کما ذکر فی المائدہ و علی منہم محمد رسول
اللہ و ختنہ و زوج بنت الرسول فاطمہ
البتول و حبہ ایمان و بغضہ نفاق و ہو
اخ رسول اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و ہو بمنزلہ ہارون من موسیٰ۔
و منہم سید و ہو حسن المجتبیٰ علیہ السلام
توی فی قلبی حبہ رضی اللہ عنہ۔ فانہ
مصدق یصلح اللہ بہ بین الفتنین
من المسلمین۔ و احب احبہ الحسین
سید شباب اہل الجنة قتل غلام ظلوماً
شہیداً و البغض فی مقابلتہ العنید
ذا الخیۃ فانہ ما اثنت علیہ احد خیراً۔
بل اثنا علیہ شراً۔
و احب العشرۃ المبشرۃ و اصحاب البیت
و بیعة الرضوان و من قتل فی احد جمیع
من بشرۃ سیدنا و قرآنک فی الصحاح۔
بل و من اسلم علی یدہا الکریمۃ و احب
علی الاسلام کما و یۃ و مغیرۃ ابن شعبۃ
ما کذب منہم احد فی امر الدین عن الرسول
الاکرم و ما کان احد منہم اطرش۔ و ترک
من بد و الشعور۔ الروافق و الشیعہ۔
و الخوارج و المعتزلہ و المقلدۃ المجاملۃ
التارکین لنصوص القرآن و السنۃ و
الاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ لقول احد
و محمد اللہ رب العالمین۔ و مع ہذا

احب ابائہ و ما لک و الشافعی و حنبل
و حنبل استعمل البخاری و اصحاب السنن
والفقہاء و المحدثین رحمہم اللہ و اعظم
ما علیہم و احب اتباعہم فانہم ہم لقد
واثق علیہم خیراً۔ و احتاج الی تحقیقاتہم
و مع ہذا اقدم من قدمہ اللہ و رسولہ۔
و اعتقد ان عیسیٰ علیہ السلام
توفاه اللہ قبل رفعہ الیہ کما وعد اللہ تعالیٰ
فی انی متوفیک و دافعا الی۔ و ما قتل و
ما صلب و ثبت رفعہ لقولہ تعالیٰ بل
رفعہ اللہ الیہ و قدم سبحانہ فی الوعد
توفیہ و ما قدمہ اللہ قدمنا و ما اخبر
اخرنا ثناء اللہ۔ بل الارض کفاناً احیاً
وامواتاً۔ و قال قطع ما محمد الارمول
قد خلت من قبلہ الرسل۔ فتلی علیہ السلام
کما خلت الرسل علیہ الصلوٰۃ و السلام۔
و ان عیسیٰ ابن مریم الذی نازل
نزل صلوات اللہ و سلامہ علیہ فان
اللہ سبحانہ وعد لنا فی القرآن فی النور
بان اللہ یتخلف من یتخلف منا۔ و
صرح رسولنا سید الاولین و الآخرین
سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم بان
النازل امامکم منکم۔

و شہد اللہ و ملائکۃ و اولو العلم
بانہ ہو شہد الشمس و القمر بانہ
المہدی و الطاعون و المجدب القاتل
بانہ المرسل کما قال و لقد ارسلنا الی
امم من قبلك فاخذنا اہلہا بالابساء
و الضراء و فوذہ و فلاحہ مع مخالفیہ
الاربیہ و البراہمہ و الضاری و سکہ
و العلماء و المتصونین و الحکام و قلوبہ
نبی عمہ بیکر ابیہم بانہ ہو المطاع۔
و تجدید و نصرۃ بانہ ہو علی الحق۔

حضرت قاضی صاحب کی تشہد و لو پست

سیکڑا ہزار
یک رنکے
دس ہزار کے لئے اراد پرچاس ہزار سے اوپر
کے لئے ۲۰ ہزار رعایت۔ دیگر سب رقم کا مال
مہولی کشین پر مل سکتا ہے۔

حکم خیر المشرک اس۔ مار واطری بازار ہستی

جاپانی حتمی

در بارہ تبلیغ و اشاعت اسلام وغیرہ

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم، ذیل کا خط درج اخبار فرما کر مشکور فرمائیے۔

نیازمندہ فلکسار محمد ساقی پراچہ (از جاپان)
خدمت ندری جناب محمد یعقوب شریف صاحب ترجمہ
مشرقی سکریٹری سرکار عالی نظام حیدر آباد دکن گوشہ محل
حیدر آباد۔

نوازش فرمائے بندہ اسلام علیکم۔ مجھے آپ کو نوازش
ملے۔ یاد آوری کا دل سے شکور ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں
آپ کا خط پڑھ کر مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور تمہاری
ہونی چاہئے ہتی کیونکہ ایک ایسی اسلامی ریاست جس
جس پر ہماری قوم کی ترقی کا بہت کچھ دار مدار ہو سکتا ہے
قومی ہمدردی کی صداقت۔ آپ نے اگر میرے مضامین
جو قبل اس کے مختلف قومی اخبارات میں شائع ہوئے ہیں
ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ نے میری پیشی جو بندہ نے
مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب کے نام لکھ کر اخبار میں
پچھلے پچھلے بغرض اشاعت بھیجی تھی ملاحظہ فرمائی ہے تو
آپ کو اپنے خط کا جواب بہت کچھ معلوم ہو گیا ہوگا۔ لیکن
تاہم اس وقت ہی میں حتی الوسع وضاحت کے ساتھ آپ
کے خط کا جواب عرض کر دیتا ہوں۔ آپ کے خط میں چونکہ کوئی
جراثیم بات نہیں ہے، اس لئے مناسب ہے کہ ناظرین کے
ملاحظہ کیلئے جو اب سے پہلے کسی بیان پر درج کر دوں۔
تا کہ میرے جوابات تسلی بخش نہ ہونے کی حالت میں دوسرے
جاپانی اپنی رائے ظاہر کر سکیں۔ وہ ہوں گا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجمع محاسن اتفاق مصداق
اخلاق جناب شریف محمد ساقی صاحب زادہ اعلیٰ مقام۔
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار دکن میں ۱۳۰۵ھ
میں آپ کے اس وعدہ سے نکال ہی منوں کیا کہ جو آپ
صفت و حرفت جاپان کے متعلق کچھ استفسار کرنے آپ
اس کو جواب دیں گے۔ آپ کی اس ہمدردی سے جو عمر توفیق
ایسی کام دل دلا رہی ہے جس کی اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو
اشد ضرورت ہے، علی العموم اہل ہند اور بالخصوص اہل توکم
شکر گزار ہونا چاہئے واقعی یہ آپ نے اہم کام اپنے ذمہ
لیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے نیکارادوں میں آپ کی مدد کرے
اور قوم کو اس سے منافع کثیر پہنچا دے۔ ”ذی الیت“
نامی جاپانی اخبار سے اللہ امری اخبار نے ایک نوٹ
کا ترجمہ کیا تھا۔ اس کی ترجمہ اردو اخبار دکن میں مطبوعہ پراچہ
شعبہ میں طبع ہوا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:-

”اسلام کی تعلیم نے ہمارے دیگر گہرا اثر ڈالا ہے
اور ہم اسلام اور مسلمانوں دونوں کے ثنا خواں ہیں۔
لیکن پیر ہی میں عقاید اسلام کے متعلق اور بہت کچھ

حاصل کرنا چاہئے۔ اور ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر
مناہرت زبان ہماری سترہا ہے اگر مسلمانان چین
اسلام کی تعلیمات کا لب لباب جاپانی زبان میں ترجمہ
کر دیں۔ تو ہم ان کے بہت ہی ممنون ہو رہے گے۔ اور یہ
پورا موقعہ مل جائیگا کہ عقاید اسلام پر ایک محققانہ اور
منظر از نظر ڈال کر اپنے لئے کوئی فیصلہ کر لیں۔“

تبلیغ اسلام فرض کفایہ ہے۔ بالخصوص اہل طاعت
میں جبکہ ایک قوم خود اسلام کی اہمیت کی تحقیق کی طرف
ایل ہو۔ جس میں آپ (۱) بتائیے کہ اہل ہند کس طرح
اس خدمت کا شرف حاصل کر سکتے ہیں۔ (۲) اکثر چند گہر
علماء کو آمادہ کیا جاوے کہ وہ جاپانی زبان سیکھیں۔ تو
اس کے کیا وسائل ہیں۔ اور اس میں کیا کیا وقتیں حاصل
ہو سکیں۔ اندیشہ ہے (دب) یہ ہی معلوم ہونے کی ضرورت
کہ اس وقت اہل جاپان کے عقائد کیا ہیں۔ ان کی عقائد
کی کتب کا غالباً ترجمہ کر لیا جائیگا انتظام کرنا ہی مقصد مذکور
کے لئے ضروری ہوگا۔ تا کہ اس سے پوری واقفیت
ہو کر ادعائی تبدیل و تائب بلکہ کلمۃ و الموعظۃ
الحسنۃ پر ہمارا اثر مل کر سکے (دب) جاپانی قوم میں
بھی آیا مسلمان ہیں اور ان کی حالت مذہبی کیسی ہے؟

(۲) دوسری غرض یہ ہے کہ اس وقت اخبار دکن کی پرزور
تحریرات سے کچھ تحریک مسلمانوں کے قلوب میں کسب
صفت و حرفت کی ہو چکی ہے۔ اگر اس طرح سلسلہ جاپانی
رہی تو انتشار اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ پوری ادنی
ہی ہو جائے۔ اس وقت ضرورت اس کی ہے کہ مفصل طور
پر ملک کو اس سے آگاہ کیا جائے (الف) کون کون سے
صنایع ایسے ہیں جو جلد حاصل ہو سکتے ہیں اور ہماری فوج
حالت کے موزوں ہیں (دب) ان کے حصول کے لئے
کس قدر انگریزی دانی کی ضرورت ہے۔ یا اور کیا شرائط ہیں؟
(ج) مصارف سفر و مصارف تحصیل اور مصارف ضروریات
امور اکرم سے کم جاپان میں طلباء کو کیا پرورش کر دیتے
ہیں۔ (د) دکن کی تعلیم صفت و حرفت مدارس میں حاصل
کرنے کے بعد تجربہ حاصل کر کے کیلئے کارخانہ جات میں کام
کرنا یا کو تو قعدہ ملے یا کیا صورت ہے۔ (۴) یہاں سے
جو مصارف طالب علم کو اموار بھیجے جاویں تو وہ کس طرح وہاں
پہنچیں گے۔ امید کر رہا ہوں کہ سہولت اور مصارف میں
کی کی تدابیر ترقی پائیں تو قبل اس کے کہ کام طور پر لگنا۔
وغیرہ کا انتظام ہو خاص وہ لوگ جو ان مصارف کو شہرت
کر سکیں پرائیویٹ طور پر اپنے اعزہ کو بھیجیں کی بہت ترغیب
میں اب اپنی اس نیا ذمہ داری کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ
کہ خدا تعالیٰ آپ کو آپ کے مقاصد میں یاری کا سامان عطا کرے
والسلام خیر الختام۔ (نیازمندہ محمد یعقوب شریف)
صاحب من! آپ کا خط تو ختم ہوا۔ اب جو جواب
عرض کرتا ہوں۔ لیکن اس موقع پر یہ عرض کر دینا ہی ضروری
ہے کہ مجھے برادران وطن کی طرف سے قریب قریب
اسی مضمون کے متعدد خط ملے ہیں جن کا زور آ رہا

جواب دینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے میرے
تمام جاپانی اس خط کو شکر کر۔ سب سمجھیں۔
آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے اور بیشک یہ ہمارا فرض
کریم۔ اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں اور
اپنی اس پیارسے مذہب کی فہمیت حق دہی سے کریں
جسے حکومت برسی سے بچایا۔ جس نے ہلو جاسکا نکال کر
روشنی کے میدان میں ڈالا۔ اور جس نے ہمارے متفرق
گروہوں کو ایک قوم بنایا۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ
ہر ایک قوم اپنی دینی اور دنیاوی ترقی اور اعزاز کیلئے
سر توڑ کوشش کر رہی ہو۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تبلیغ
جیسے بے بنیاد مذہب کے پہلے سے کیلئے درستی قومیں
کر دوڑوں رو پیہ خرچ کر رہی ہیں۔ اور اپنا مذہب ہی جاہ
و جلال پیدا کرنے کیلئے یا یوں سمجھ کر تمام دنیا کو اپنے
ساتھ ملائے کے لئے اور عیسوی جہنم کے لئے نیچے
لانے کے لئے جاپانی کی طرح رو پیہ بہا رہے ہیں تو
ہماری یہ فرض موقت ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت
پورے طور سے کریں۔ اور اسلام کو ہر پریشانیوں
کے حلوں سے بچا دیں۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہم کب
وقت میں تبلیغ اسلام کو لگائیں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں
کہ ہر طرف مغربی تعلیم اور مغربی خیالات پھیلے ہوئے
ہیں اور ہر ایک شخص موجودہ سائنس اور فلسفہ سے
اور عقلی دلائل سے جواب دینے کو تیار ہے۔ اور ہم
ہماری خود مذہبی کیا اور دنیاوی کیا ہر قسم کی حالت
سخت ناکہ ہو رہی ہے۔ ہماری قوم میں نہ اب
قوت ہے نہ سلطنت ہے۔ نہ حکم ہے نہ جاہ و چشمہ
نہ یہ ہے نہ علم ہے۔ اور نہ ہم میں اب مذہبی خوش
ہے۔ ہم مسلمان کیا ہیں حرف کہنے کو برائے نام
مسلمان ہیں۔ اور مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد
دیکھاں کیوں ہیں وہ نہ سچ پوچھو تو ہم آجکل کے مسلمان
اسلام کے لئے باعث تنگ ہیں اور اپنے بزرگوں کے
نام کو بڑھ لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء میں تو نقص ہے
پتہ ہے انکو مذہبی خدمت سے یا تبلیغ اسلام کی سرکار
نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام کا دائرہ استعداد و کئے
ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان نماز پڑھنے والا۔ خدا کو دھوکہ
لا کر کھیلنے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
قیامت پر ایمان رکھنے والا اور تمام اصول اسلام کو اپنے
والا۔ ایک فردی مسئلہ پر ان سے اختلاف کر جائے
یا عقلی دلیل مانگے تو وہ کہہ کر فوٹے لئے تیار بیٹھے
ہیں اور اسلام کے دائرہ سے اس کو کھلنے پر آمادہ
ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مغلطہ اور بد مذہب
سے ہی اس بھارہ کو اسلام سے خارج کرنے کے
لئے فوٹے لئے کھڑے کو مستعد ہیں اور حرف تیار
نہیں بلکہ علی صورت میں ہی کر رکھتے ہیں اور ایسی
مثالیں بے شمار آپ دیکھتے ہوں گے۔ کسی خاص
شخص کا نام لینے کی کیا ضرورت۔ یہ تو اپنے گہر گہر کے

چھان سے آگ لگا سنے کو تیار ہیں۔ اور اب میں کہہ دوں
تو غیر ملک میں تبلیغ و اشاعت اسلام چاہتے ہیں
ہماری قوم میں ایک فرض نہیں جس کا علاج کیا جائے
یہاں تو سینکڑوں علاج باریاں ہیں کس کس کا
درمان کیا جائے۔ ہماری اسلامی انجینس میں تو نام کیلئے
اور نو دسکے اور اگر وہ سچے دل سے اسلام کی
خیر خواہ اور اسلامی انجینس میں تو اہل اسلام کے لئے
کیوں نہیں وہ کام کرتیں۔ چھٹے مسلمانوں کو فائدہ اور
اسلام کی ترقی ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ اپنا چاہنا کرنا
چاہتی ہیں۔ اور دوسروں کی نصیحت کو نہیں سنیں؟
میں کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتا مگر شاید بغیر یہی
نہیں رہ سکتا کہ اب ہماری قوم میں وہ طاقت کہاں
ہے کہ جس سے وہ حرف تبلیغ اسلام کے لئے علماء
کو دل گہر پر حوصلہ تیار کرے اور بعد ازاں حرف
کے بڑھ کر کے ان کو جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے۔
اس موقع پر تو ہماری انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض
تاکہ وہ جب سے حمایت اسلام کا دعویٰ کرتی ہے وہ
اپنے اہل طلباء کو مذہبی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی۔ اور
ساتھ ہی انگریزی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی اور ایسے باخبر
ہو تیار طلباء کو جاپان میں رطائیت و کیر صنعت و حرفت
کی تعلیم کے لئے بھیجتے وہ یہاں پر معلوم و فنون سیکھتے اور
ایک آدھ گھنٹہ ہر روز تبلیغ اسلام پر بھی خرچ کرتے۔
وہ اپنے ملک کے لئے درمیر بننے اور اشاعت اسلام
کا مقصد ہی مل ہو گا یا کہ ایک جگہ دو کالج کے معیار
ہوتے۔ ہماری انجمن کو مناسب ہے کہ وہ اس وقت محض
کام لے میں خود بخوبی ہوں اور بخوبی سائنس کے خیالات
سے خوب واقف ہوں۔ ہمارے کارکنان انجمن کو شرم آتی
ہے کہ وہ اپنے سابقہ دستو عمل کو چھوڑ دیں میں انکی خدمت
میں باادب عرض کرتا ہوں کہ انسان آخر انسان ہے
اس سے غلطی ہونا لازمی ہے اور مناسب یہ ہوتا ہے
کہ جب اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو اس کو دور کیا جائے
دکر اپنی بے جا بامردی اور خود داری دیکھائی غرض
سے غلطی پر غلطی پر کھینچے اور صحت دہری سے کام لیا جائے
آپ نے کالج قائم کیا کس بات کے لئے؟ صرف اسی
بات کے لئے تاکہ غریب مسلمان دوسرے کا بھوکے پیاسے
ادا نہیں کر سکتے انکو آپ کے کالج میں سستی تعلیم دی جائے
گی اور قوم کا فائدہ ہوگا۔ بیشک بکا ریکٹ راہ تیار
خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ مگر افسوس ہے کہ ایک کی کوشش
لا حاصل ثابت ہوئی ہے اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان
پہنچا ہے۔ اسی اسرار پورٹ نتیجہ امتحانات کے دیکھنے سے
معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کالج میں سے صرف ایک شخص
بی۔ اے پاس ہوا ہے۔ اب سخت افسوس کی بات ہے
کہ ایک سببی۔ اسے نکال کر قوم کا میں بائیس ہزار روپیہ
سالانہ کالج پر خرچ ہو۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ قوم کی
خیر خواہی کر رہے ہیں اور ہم اس کام کی حمایت کر رہے ہیں

بہائی اگر امداد نہیں تو مخالفت ہی تو نہیں چاہئے۔ یہی غلطی ہے۔
 قوم کی سرکھیندہ ساتھی کی ماسکو مذہبی خیالات کیوجہ سے ایک تو یہ کہ
 اس مخالفت شروع کی اور یہ نہ سمجھا کہ ہمارے ملک و قوم کی رشتہ
 نے ہمارے ملک کی صورت پر اس کی ہلکیا غرض کہ وہ دن میں ہمارے
 اس خیالات کو میں۔ بہائی تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز تھا تو یہ قوم
 یا مذہب کی ترقی کے لئے تمہاری مدد شروع کرے تو اس کو ہم
 اس کی امداد کو منظور نہیں کر دے گا کہ وہ عیسائی ہو نہیں سکتا۔ تو
 یہ بتانا ہے کہ تم بڑے خوش ہو گے۔ امداد و ماحول ایک
 پر۔ ہج ایک آف اسلام لکھدی تو تمہاری قوم اس کو خوشی کے
 چوٹی نہیں مانتی۔ مگر میں یہ جانتی ہوں کہ تمہاری قوم کی بہبودی
 کیلئے لیکچر دیدیا تو تم آفرین آفرین کہنے لگے۔ مگر ایک بار یہ
 مسلمان خدا کو مانے والا قرآن پاک پر عمل کرنے والے مسلمان
 نے سچائی سے یا کسی حکمت مقلی سے یا اپنی اجتہادی عقل سے
 تمہارے خیالات کی مخالفت کی تو تم نے اس کو کافر و ملعون قرار
 دینا شروع کر دیا۔ یہاں ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ
 اپنا مذہب بچھڑکے۔ ہر کام سے کام ہو یا ہر کام کی کام ہے۔
 ہر قوم کی پیار ہے جو ہماری قوم کیلئے کچھ کرتا ہے خواہ وہ
 احمد (سید احمد) یا نہ ہو۔ خواہ وہ احمد (مرد خدا) ہو۔
 یا نہ ہو۔ مذہب ہو یا نہ ہو۔ خواہ وہ مہدی (سید مہدی) ہو یا نہ ہو۔
 محسن الملک (مصلح قوم) ہو۔ خواہ وہ مہدی (مرد خدا) ہو۔
 مصلح مذہب ہو۔ وہ بخیر ہو یا مرزا۔ سنی ہو یا شیعوں کو
 اس سے غرض نہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کو
 بموجب قوم کی یا مذہب کی خدمت کہاں تک کر رہا ہے۔
 اور اس کی خدمت ہماری قوم و مذہب کے لئے کہاں تک مفید
 ہے۔ اگر اس کی خدمات واقعی مفید اور قابلِ قدر ہیں تو ہم بڑے
 شاکر ہوں گے اگر بھائے قدر دانی کے اس کی مخالفت
 شروع کر دیں۔ اور مخالفت ہی کس وجہ سے ہونی چاہئے اس کو
 کس کے عقائد ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں اور اپنی
 بنا پر اسے گایاں دینا شروع کر دیں۔
 اس عبارت معترضہ کے بعد ملتیں ہوں کہ اسلام پر کچھ
 کتب یا ماہوار سالانہ جو اقامتی یا چھ ہوں اور غیر موقعہ نیز جیہاڑ
 ڈالیں کہیں نہیں خیال کے کہ وہ کس کس قوم کو میں یا بے
 چاہیں اس پر غرض ہی بالکل کو نہیں ہو گا۔ جیسے جس شخص سے
 ایسی کتاب ہو یا جس کے ہاں ایسا مذہبی رسالہ آتا ہو وہ خود بے
 یہاں میرے پاس بھیج دے۔ مناسب مناسب کتب مذہبی
 اور جاپان کے مختلف شہروں میں میں اپنے خرچ سے تقسیم کر دیا
 اور کتب خانوں میں کتابیں وضع کر رکھا۔ جاپانی زبان کے
 متعلق عرض ہے کہ اس زبان کا لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے بلکہ
 صرف بول جاتے سیکھتے ہیں تاکہ اپنی بات دوسرے کو سمجھیں
 اور دوسرے کی تقریر کو خود سمجھیں اور یہ بول جاتے سیکھتے
 بہت آسان ہے چند مہینوں میں آجاتی ہے۔ اور بول چال
 سیکھنے کیلئے انگریزی زبان میں بہت کتابیں چھپ چکی ہیں
 جو کہ معمولی گریڈی دان بڑھ کر اپنا مطلب محال اور بغیر اس کے
 جاپانی بول چال سیکھ سکتا ہے۔ ایسی کتب کا نام ادا کرنا
 ملے گا کہ وہ دریافت کرنے کیلئے آپ میری جیسی اس سے ملیں